اللہ نـــــور السمـوت والارض ؕ
مثل نورہ کمشـــکوۃ فیہا مصـباح ؕ

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔
اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ (النور ۳۶)

ربیع الثانی/جمادی الاوّل 1425 ھجری قمری
احسان 1383 ھجری شمسی
جون 2004 عیسوی

ماہنامہ
مشکوٰۃ
قادیان
مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

قرآنِ کریم نمبر

جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ قرآن کریم کے تراجم

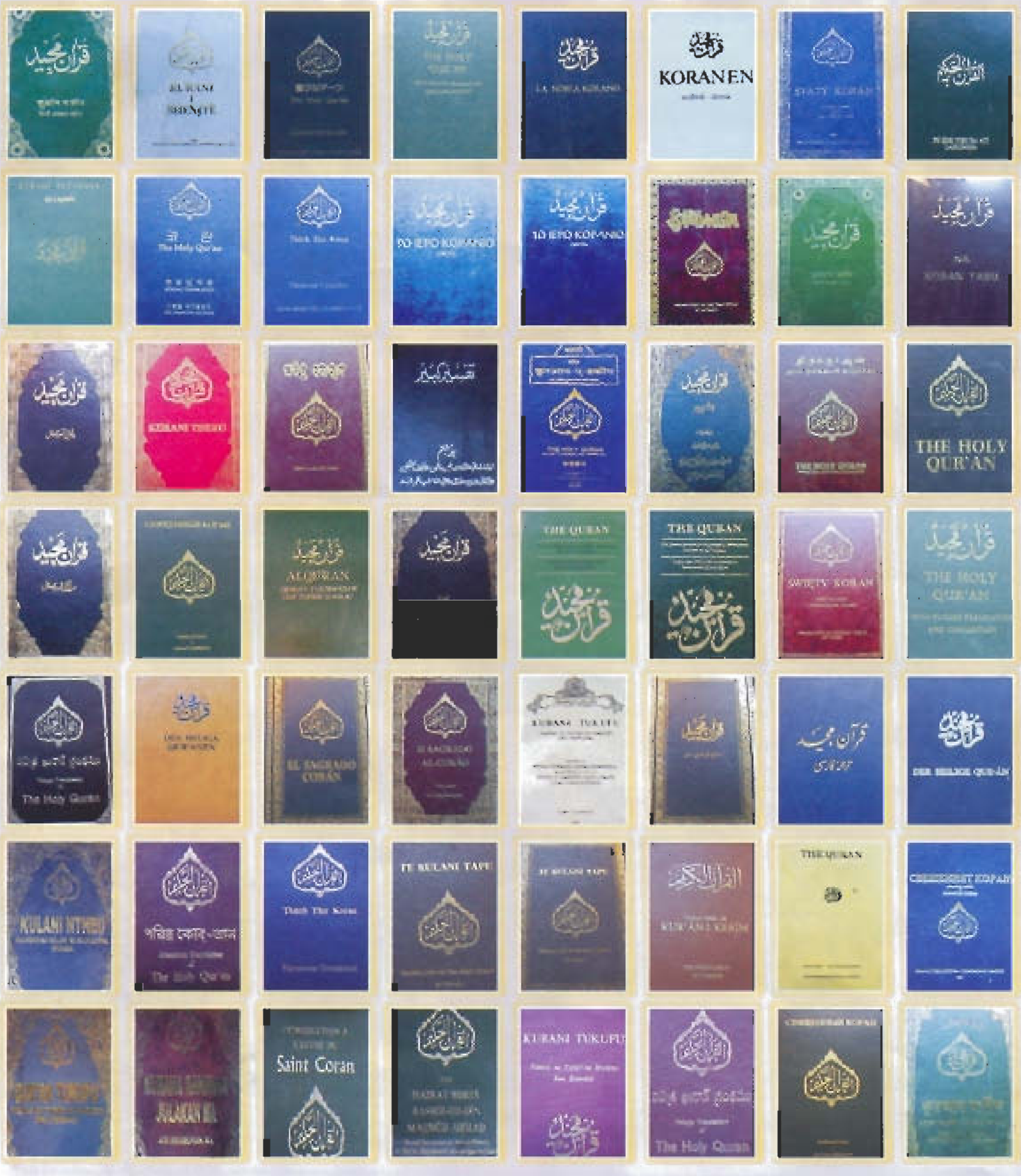

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وعلی عبدہ المسیح الموعودؑ

ماہنامہ
مشکوٰۃ
قادیان
مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔
(المصلح الموعودؓ)

جلد-23 احسان 1383 ہجری شمسی بمطابق جون 2004ء شمارہ- 6

ضیاپاشیاں

اداریہ	2
ہمارا چاند قرآن ہے......(نظم)	4
کلام الامام	5
قرارداد تعزیت محترم مرزا مبارک احمد صاحب	7
بعث بعد الموت کی حقیقت	8
قرآن-ایک مکمل ضابطہ حیات	12
تفسیر القرآن کے اصول و معیار	16
قرآنِ مجید میں صفاتِ الٰہیہ	20
قرآنِ مجید میں مذکور عظیم الشان پیشگوئیاں	22
قرآنِ مجید اور فلکیات	28
داستانِ درویش......از محترم بشیر احمد صاحب مہار	33
محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ مرحوم کی یاد میں	35
اخبارِ مجالس	38
پروگرام سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت ۰۴ء	43
نظارت بیت المال آمد کی طرف سے خصوصی سرکلر	46

نگران محمد نسیم خان
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
زین الدین حامد

نائبین
نصیر احمد عارف
عطاء الٰہی احسن غوری
شاہد احمد بٹ

مینیجر حافظ مخدوم شریف (برائے دفتری امور)
سیّد فیروز الدین (برائے سرکولیشن)

پرنٹر و پبلشر منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے
کمپوزنگ صمد احمد غوری، شاہد احمد بٹ، طاہر احمد امینی
دفتری امور راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر مشکوٰۃ
مقام اشاعت دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
مطبع فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

ای میل ایڈریس
e-mail: mishkat_qadian@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن
http://www.alislam.org/mishkat

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک: 120 روپے
بیرون ملک: 30 امریکن $
یا تبادل کرنسی قیمت فی پرچہ: 10 روپے

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)
By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفٰی نکلا

قرآنِ کریم ایک ایسا مقدس آسمانی صحیفہ ہے، ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کے تمام تر شعبہ ہائے زندگی میں راہنما اصول پیش کرتا ہے۔ یہ اُن تمام آسمانی ہدایتوں اور دائمی صداقتوں کا لبّ لباب ہے جو ابتداءِ آفرینش سے آج تک دنیا کی ہدایت کے لیے خدائے ذوالمنن کی طرف سے عطا ہوتی رہی ہیں۔ یہ ایسا ایسا چمکتا ہوا آفتابِ ہدایت ہے جس کی موجودگی میں ضلالت اور گمراہی کی کوئی تاریکی ٹھہر نہیں سکتی۔ یہ ہر قسم کی دینی و دنیوی خیر و برکت کا ایسا منبع و مصدر ہے کہ تمام خیر و برکت کے چشمے اسی سے پھوٹتے ہیں۔ جس طرح تمام انبیاء اس لیے مبعوث ہوئے کہ حضرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کی منادی کریں بالکل ویسے ہی گذشتہ تمام آسمانی کتابیں اور روحانی صحیفے اس کامل و مکمل شریعت کے نزول کے لیے بطور پیش خیمہ تھے تاکہ اقوام عالم کو خاتم الکتب کی خدمت کے لیے مستعد کیا جائے اور غارِ حراء میں حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قلبِ مطہّر سے پھوٹنے والے اس آسمانی چشمہ سے تمام بنی نوع انسان قیامت تک فیضیاب ہوتے رہیں۔ جس کی ظاہری علامت کے طور پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں تلے پھوٹنے والا آبِ زم زم بزبانِ حال اس کی شہادت دے رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

شَمْسُ الْهُدٰی طَلَعَتْ لَنَا مِنْ مَكَّةٍ
عَيْنُ الْهُدٰی نَبَعَتْ لَنَا بِحِرَاءِ

(انجام آتھم صفحہ ۲۸۱)

یعنی آفتاب ہدایت مکہ معظّمہ کے اُفق پر ہمارے لیے طلوع ہوا، جود و سخاوت کا چشمہ ہمارے لیے غار حراء سے پھوٹا۔

یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں بیش بہا موتیاں پنہاں ہیں جو لوگ صدقِ دل سے کوشش کرتے ہیں وہ اس کی گہرائیوں سے قیمتی خزائن حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ ۱۴ صدیاں گواہ ہیں کہ اس بحرِ معارف سے نئے سے نئے علوم ومعارف کے جواہرات دریافت ہوتے رہے ہیں اور آیت قرآنی ''وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُوْم'' کے مطابق حقائق ومعارفِ قرآنی کے نئے نئے خزائن منکشف ہوتے رہے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ علوم قرآنی کے انکشاف کا ایک عظیم الشان انقلابی دور کا آغاز ہوا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام آیت فَلا اقسم بمواقع النجوم کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''مَیں قسم کھاتا ہوں مطالع اور مناظر نجوم کی اور یہ ایک بڑی قسم ہے۔ اگر تمہیں حقیقت پر اطلاع ہو کہ یہ قرآن ایک بزرگ اور عظیم الشان کتاب ہے اور اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو پاک باطن ہیں اور اس قسم کی مناسبت اس مقام میں یہ ہے کہ قرآن کی یہ تعریف کی گئی کہ وہ کریم ہے۔ یعنی روحانی بزرگیوں پر مشتمل ہے اور بباعث نہایت بلند اور رفیع دقائق حقائق کے بعض کوتاہ بینوں کی نظروں میں اسی وجہ سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے جس وجہ سے ستارے چھوٹے اور نقطوں سے معلوم ہوتے ہیں اور یہ بات نہیں دراصل وہ نقطوں کی مانند ہیں بلکہ چونکہ مقام ان کا نہایت اعلیٰ وارفع ہے اس لئے جو نظریں قاصر ہیں اُن کی اصلی ضخامت کو معلوم نہیں کرسکتیں۔''

(جنگِ مقدس روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۸۷)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ستارے ہمیں چھوٹے نقطوں کی طرح اس لیے نہیں دکھائی دیتے کہ وہ سائز میں چھوٹے ہیں بلکہ اُن کی غیر معمولی بلندی اور رفعت کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ جدید سائنس کے مطابق اکثر ستارے ہمارے سورج سے بھی بہت بڑے ہیں اور ان کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ اب تک تین ارب

ستاروں کی تصویریں دنیا کی سب سے بڑی دوربین کے ذریعہ سے اتاری جا چکی ہیں۔ سائنسدان جتنی ضخیم دوربین استعمال کر لیں ستاروں کی تعداد میں بھی اتنا ہی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ بالکل یہی معجزہ نما شان قرآن مجید کی ہے۔ اس کے عمیق در عمیق حقائق و معارف کی وجہ سے کوتاہ اندیش لوگوں کی نظروں میں چھوٹا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن حقیقت میں حقائق ومعارف کا ایک ناپیدا کنار سمندر ہے۔ تزکیہ نفس اور تطہیرِ قلب کے ساتھ جو اس میں غوطہ لگاتا ہے معارف کے بیش بہا جواہر اس کے ہاتھ آجاتے ہیں۔

اس زمانہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کے ذریعہ معارف وحقائق قرآن کے وہ مخفی خزائن ظاہر کیے جا رہے ہیں جس کی نظیر گذشتہ صدیوں میں بہت ہی کم دکھائی دیتی ہے۔

قارئین کرام! ہم جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم وعرفان کا ''زم زم'' قادیان کی مقدس بستی سے بڑے زور سے پھوٹا اور اس صاف اور شفاف آبِ زلال سے اُجڑے ہوئے روحانیت کے باغوں کو سینچا گیا تو اُن باغوں میں تروتازگی آئی، نئی کونپلیں پھوٹیں نئے پھل لگے اور خزاں کا موسم بہار میں تبدیل ہو گیا۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:-

بہار آئی ہے اس وقتِ خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بستاں میں

ساری دنیا جماعت احمدیہ کے ذریعہ جس ''آبِ کوثر'' سے سیراب ہو رہی ہے وہ دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جاری کردہ فیوضِ روحانی کے اظلال و آثار ہی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلبِ صافی پر خدمتِ قرآن کا جذبہ سمندر کی طرح موجزن تھا۔ دن رات اسی فکر میں آپ مگن رہتے تھے کہ کسی طرح معارفِ قرآن سے لوگ آگاہ ہو جائیں۔ فرماتے ہیں:-

صدہا رقص ہا کنم از خرّمی اگر
بینم کہ حُسن دل کش فرقاں عیاں نماند

اس کتاب کے غم میں میری جان کباب ہو گئی ہے اور میں اس قدر جل گیا ہوں کہ میرے بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔

قارئین کرام! سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عشقِ قرآن سے راہ نمائی لیتے ہوئے آپ کے ذریعہ اُنڈیلے ہوئے علوم ومعارف قرآن سے مستفید ہوتے ہوئے، آپ کے ذریعہ بہائے گئے فیوضِ قرآنی کے سمندر میں غوطہ لگاتے ہوئے ہمیں تبلیغ ودعوتِ الی اللہ کے کاموں میں اپنے آپ کو جھونک دینے کی ضرورت ہے تاکہ مأمورِ زمانہ کی جماعت میں شامل ہونے کی جو عظیم الشان سعادت ہمیں نصیب ہوئی ہے، اور اس کے نتیجہ میں جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں اُن سے ہم کماحقہٗ عہدہ برآ ہو سکیں۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سچّے دل سے اس کے حضور جھکیں اور اس کے دَر کے فقیر بن جائیں۔ شیطان کی غلامی سے دائمی نجات حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ کے حقیقی بندوں میں شامل ہو جائیں تاکہ ہمارے کان خدا کی طرف سے اپنے نیک بندوں کے حق میں بلند ہونے والی اِنِّیْ قَرِیْبٌ'' کی آواز سُن سکیں اور ہماری آنکھیں اُس قادروتوانا کی تجلّیات کا مشاہدہ کر سکیں۔

پس قرآن کریم عالم روحانیت کا درخشندہ ستارہ ہے۔ جس کے بغیر روحانیت کے بلند و بالا منازل تک کوئی انسان راہ نہیں پا سکتا۔ وہ معارف وحقائق کا ایک ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس کے بغیر کوئی بھی چمن ثمر آور نہیں ہو سکتا اور جس کی بلند شاخوں پر بلند پروازی کی طاقت رکھنے والے روحانی پرندے بسیرا کرتے ہیں۔

زیرِ نظر شمارہ میں قرآن مجید کے محاسن پر اور اُس کے حقائق و معارف پر علماء کرام کے بعض مضامین شامل کیے گئے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنِ مجید سے بہت محبت کرنے اور اس کے فیوض و برکات سے وافر حصہ پانے کی سعادت وتوفیق عطا فرمائے۔ آمین

(زین الدین حامدؔ)

قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قُرآں ہے

کلام سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جمال و حُسنِ قُرآں نُورِ جانِ ہر مُسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قُرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں، فِکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوِداں پَیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خُوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بُستاں ہے
خُدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قُدرت یہاں درماندگی فرقِ نُمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اِقرارِ لاعلمی
سُخن میں اُس کے ہمتائی کہاں مقدُورِ انساں ہے
بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

ہمیں کُچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دِل ہووے دِل و جاں اُس پہ قُرباں ہے

❁❁❁❁❁

❁❁❁❁❁

نورِ فُرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلٰی نکلا
پاک وہ جس سے یہ اَنوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پَودا
ناگہاں غَیب سے یہ چشمۂ اَصفٰی نکلا

یا اِلٰہی! تیرا فُرقاں ہے کہ اِک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اِس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دُکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شِیشہ نکلا

❁❁❁❁❁

ازافاضات سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہر خادم کو سمجھنا چاہیئے کہ......

میری زندگی اب میری زندگی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے مسیح کی جماعت کی زندگی ہے!!!

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ کو مخاطب کر کے فرمایا

ہر خادم کو سمجھنا چاہیئے کہ میرے پیچھے جماعت احمدیہ کا چہرہ ہے۔ میری ذرا سی غلط حرکت سے احمدیت کے وقار کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ اس لئے مَیں نے مکمل طور پر اس جذبے کے تحت زندگی گزارنی ہے کہ میری زندگی اب میری زندگی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے مسیح کی جماعت کی زندگی ہے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

’’خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے قیام کا بہت بڑا مقصد یہ تھا کہ خدام کے دلوں میں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ جماعت کی ذمہ داریوں کو تم نے اٹھانا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو اس کے لیے تیار کرو۔ ہر خادم کے دل میں یہ احساس پیدا ہونا چاہیئے کہ اب جماعت کی زندگی اور بقاء میرے ساتھ وابستہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت طلحہؓ کے ہاتھ شل ہونے والے واقعہ کو بیان کر کے خدام احمدیت کو اس طرف توجہ دلائی کہ آج ہر خادم کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ میرے پیچھے جماعت احمدیہ کا چہرہ ہے۔ میری ذرا سی غلط حرکت سے احمدیت کے وقار کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ اس لیے میں نے مکمل طور پر اس جذبے کے تحت زندگی گزارنی ہے کہ میری زندگی اب میری زندگی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے مسیح کی جماعت کی زندگی ہے۔ میں نے ان سب احکامات پر عمل کرنا ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیئے ہیں۔

حضور انور فرمایا کہ دشمن جو ہر وقت تاک میں بیٹھا ہے وہ ہماری ہر بات پر نظر رکھے ہوئے ہے اور ذرا سی حرکت کو اُچھالا جاتا ہے تا کہ جماعت کو بدنام کیا جائے...... اس لئے ہم سے ہر وقت ایسے فعل سرزد ہونے چاہئیں جو جماعت کی نیک نامی کا باعث بنیں نہ کہ بدنامی کا اور خاص طور پر ان یورپین ممالک میں رہنے والوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج آپ کے ہاتھ کے پیچھے جماعت کا چہرہ ہے اور اس کی حفاظت کرنا آپ کی ذمہ داری ہے اس لئے ہر قول و فعل سے اس بات کو ثابت کر دیں کہ حقیقت میں آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق زندگیاں گزارنے والے ہیں اور اس کے فضلوں کے وارث ہیں۔

پھر حضور نے خدام الاحمدیہ کو نماز قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ’’نماز دین کا ستون ہے‘‘ کی روشنی میں فرمایا کہ اگر کوئی چھت ستون پر کھڑی ہو، ستون ہٹانے سے نیچے آ جائے گی تو ہم پر جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کی چھت کا سایہ ہے یہ اس وقت قائم رہے گا جب تک ہم نمازیں صحیح طور پر ادا کرتے رہیں گے کیونکہ ان نمازوں نے ہی اس چھت کو سہارا دیا ہوا ہے۔

پھر حضور انور نے قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہر ایک اپنے اوپر یہ فرض کر لے کہ اس نے روزانہ صبح قرآن کریم کی تلاوت ضرور کرنی ہے اور گھر سے باہر نہیں نکلنا جب تک ایک دو رکوع نہ پڑھ لیں۔ حضور انور نے اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے چند ارشادات بھی پڑھ کر سنائے۔

پھر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مالی قربانی کی اہمیت بیان

کرتے ہوئے خدام کو اپنے اندر قربانی کا جذبہ پیدا کرنے کی تلقین فرمائی اور سو مساجد کے وعدہ کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہاں کی جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد خدام پر مشتمل ہے۔ اس لئے وہ فیصلہ کریں اور سوچیں کہ اور جماعت کو بتائیں کہ وہ ہر سال کتنی زیادہ سے زیادہ مساجد بنا سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ایک بہت بڑی ذمہ داری جو ایک احمدی نوجوان کی ہے اور اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے وہ تعلیم ہے۔ یہاں کے لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ تعلیم یافتہ ہوں۔

پھر حضور انور نے والدین کی عزت اور احترام کی طرف توجہ دلائی اور اسی طرح انٹرنیٹ کے ذریعہ گندی فلموں کے دیکھنے سے خدام کو منع فرمایا۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۱ ؍جون ۲۰۰۴ء)

روحانی جواہر

- تم اپنے علم پر عمل پیرا رہو کیونکہ علم بلا عمل ایسا ہے جیسے جسم بغیر روح کے۔ (امام ابو حنیفہؒ)
- کسی مُردے سے حسد نہ کرو کیونکہ دنیا میں سب مرنے کے لیے آئے ہیں۔ سب مُردے ہیں۔ لہٰذا کسی سے بھی حسد نہ کرو۔ (امام شافعیؒ)
- اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تجھے میرا قُرب صرف قرآن شریف سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اعمال کی مشقتوں سے چھٹکارا کا نام اخلاص ہے اور خدا پر اعتماد توکل ہے اور تمام امور کو خدا کے سپرد کر دینے کا نام رضا ہے۔ (امام احمد بن حنبلؒ)
- دنیا سے روزہ رکھو اور آخرت سے افطار کرو۔ بدگوئی سے احتراز کرو۔ مخلوق سے کنارہ کش رہو۔ (حضرت داؤد طائیؒ)
- مصائب پر شاکر رہنے اور اُن کو منجانب اللہ تصور کرنے کا نام تسلیم ہے۔ (حارث محاسیؒ)
- وہ شخص اندھا ہے جو صنعت کو دیکھ کر مصنوع کو پہچانتا ہے اور مصنوع سے صنعت کو نہیں پہچانتا۔ خدا کا دَر پکڑنے والوں پر تمام دَر کھل جاتے ہیں اور سردارِ انبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے تمام سَردار فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔

(ابو حفص حدّادؒ)

زہد کی چار قسمیں

(۱) توکل الی اللہ (۲) مخلوق سے بیزاری
(۳) اخلاص کا اظہار (۴) خدا کی راہ میں مصائب برداشت کرنا

صفائے قلب کے لیے یہ پانچ چیزیں ضروری ہیں

(۱) اہلِ خیر کی صحبت (۲) تلاوتِ قرآن
(۳) فاقہ کشی (۴) رات کی نماز
(۵) سحر کے وقت گریہ وزاری

(حضرت احمد بن انطا کیؒ)

قرارداد تعزیت بر وفات

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ربوہ

منجانب مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

رپورٹ مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کہ......
آج صبح گیارہ بجے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے حیدرآباد سے بذریعہ فون یہ اندوہناک خبر دی ہے کہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مورخہ ۲۲/۲۱ جون کی درمیانی شب کو ربوہ میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

صاحبزادہ صاحب مرحوم سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے تھے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث و خلیفۃ المسیح الرابع رحمہما اللہ تعالیٰ کے بھائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حقیقی ماموں تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۹/مئی ۱۹۱۴ء کو قادیان میں ہوئی۔

صاحبزادہ صاحب مرحوم نے اپنی ابتدائی تعلیم کے بعد خلافت ثانیہ کے دور میں ہی مولوی فاضل اور بی.اے. کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اپنے آپ کو خدمت سلسلہ کے لیے وقف فرمایا۔
آپ کی شادی حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی بیٹی حضرت صاحبزادی طیّبہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا۔
آپ کے بڑے بیٹے محترم مرزا مجیب احمد صاحب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے داماد اور دوسرے بیٹے محترم ڈاکٹر مرزا تسنیم احمد صاحب صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کے داماد ہیں۔ آپ کی بیٹی صاحبزادی عائشہ امۃ الباقی بیگم صاحبہ مکرم مظفر احمد صاحب سے بیاہی ہوئی ہے۔
خدمت سلسلہ کے دَوران صاحبزادہ صاحب مرحوم مختلف جماعتی عہدوں پر فائز رہے۔ آپ وکیل الاعلیٰ، وکیل التبشیر اور انجمن تحریک جدید کے صدر بھی رہے۔ اس دَوران آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختلف ممالک کے دَوروں میں ساتھ رہے۔ اسی طرح آپ نے خود بھی دنیا کے مختلف ممالک کے دَورے فرما کر وہاں فعّال مراکز قائم فرمائے۔ اس کے علاوہ آپ سندھ کی اراضیات کے نگرانِ اعلیٰ بھی رہے۔

جلسہ سالانہ ربوہ اور دیگر جماعتی تقاریب و اجتماعات کے مواقع پر آپ کی تقاریر احباب جماعت کے لیے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوا کرتی تھیں۔

صاحبزادہ صاحب مرحوم کی وفات احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کے لیے غمناک سانحہ ہے۔ جس پر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ- حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور مرحوم کے دونوں صاحبزادگان محترم مرزا مجیب احمد صاحب و محترم مرزا ڈاکٹر تسنیم احمد صاحب خالد اور بیٹی صاحبزادی عائشہ امۃ الباقی صاحبہ نیز جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اظہار تعزیت کرتے ہوئے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند سے بلند تر فرماتے ہوئے اعلیٰ علیّین میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (محمد نسیم خان۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

زیر فیصلہ مجلس عاملہ 220/22-06-2004
پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ- رپورٹ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت منظور ہے۔ اس قراردادِ تعزیت کی نقل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اسی طرح مرحوم کے دونوں صاحبزادگان وصاحبزادی- نیز جماعت کے اخبارات و رسائل کو بھجوادی جائیں۔

قُرآن کریم کی روشنی میں

بعث بعدالموت اور جنت ودوزخ کی حقیقت

ازمحترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد

بعث بعدالموت

موت کے بعد ہر انسان اپنے خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے اور اپنے اعمال کے محاسبہ کے لئے پیش ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جو تمام اہلِ مذاہب کے نزدیک مسلّم ہے۔ اگر چہ اس عقیدہ کے ماننے کی تفصیلات میں اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض اہلِ مذاہب یہ خیال رکھتے ہیں کہ انسان کو اپنے اعمال کے نتائج کو بھگتنے کے لئے مختلف جُونوں کے چکّر سے گزرنا پڑتا ہے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ انسان موروثی طور پر گنہگار ہے اس سے دائمی نجات کے لئے اُس کو کسی معصوم کی قربانی پر ایمان لانا ضروی ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اِس امر میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ہر انسان نے مر کر خدا کے حضور پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا جوابدہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کی جزاء وسزا کو دیکھنا اور بھگتنا ہے۔ اگر اِس میں عارضی اور فانی زندگی کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے اور نہ کوئی محاسبہ اور نہ کوئی جزاء وسزا۔ تو انسانوں کی زندگی اور جانوروں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ جبکہ خدا تعالےٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر پیدا کیا ہے اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ انسان کی خدمت کے لئے مسخّر کیا گیا ہے۔ پس یہ کیونکہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ تمام کائنات کو تو خدا نے انسان کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہو اور انسان کو محض کھانے پینے اور اولاد پیدا کرنے کے لئے وجود بخشا ہو؟ نہیں، یہ خیال کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔ بلکہ سچ بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک نہایت اعلیٰ وارفع مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ٥ (الذٰریات ۵۷)

یعنی میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس انسانی زندگی کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ خدا کی صفات کا رنگ اپنے اُوپر چڑھائے اور ان صفات کی روشنی میں اپنی زندگی بسر کرے اور دنیا کو ان سے فیض پہچانے کی کوشش کرتا رہے۔ جس حد تک ایک انسان اپنی زندگی میں اِس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے یا نظر انداز کرتا ہے، اُسی کے مطابق وہ انسان نیک یا بد اور عبداللہ یا عبدالطّاغوت شمار کیا جاتا ہے۔ اور اسی کے مطابق اُخروی زندگی میں وہ جزاء وسزا کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ پس ہر انسان نے مرکر دوبارہ اُٹھایا جانا ہے اور اپنے اعمال کی جزاء وسزا کو دیکھنا ہے۔ اسی کو اسلامی اصطلاح میں بعث بعدالموت یا حیات الآخرۃ یا یوم آخرت کہا جاتا ہے اور جو چھ (6) ارکان ایمان ہیں جن پر ہر مسلمان کو ایمان رکھنا ضروری ہے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کیونکہ جسقدر پختہ یقین بعث بعدالموت اور محاسبۂ اعمال ہو قائم ہوگا۔ اُسی قدر انسان اپنی زندگی میں محتاط روش اختیار کرے گا۔ اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’اے وے لوگو! جو نیکی اور راست بازی کے لئے بُلائے گئے ہو۔ تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اُس وقت تم میں پیدا ہوگی۔ اور اُسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے۔ جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں ...... خود سوچ لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اُس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جس کو یقین ہے کہ اُس کے کھانے میں زہر ہے وہ اُس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بَن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہیں اُس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بَن کی طرف اُٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤ اور تمہارے کان اور تمہارے آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیر کرسکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزاء وسزا پر یقین ہے۔‘‘ (کشتی نوح)

جنت وجہنّم کی حقیقت

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ و السلام اپنے معرکۃ الآراء لیکچر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں فرماتے ہیں:

''اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن شریف کے رُو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال اور آثار ہیں۔ کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے۔ یہ سچ ہے کہ وہ دونوں جسمانی طور پر متمثّل ہوں گے۔ مگر وُہ اصل رُوحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہوں گے۔ ہم لوگ ایسے بہشت کے قائل نہیں ہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین میں درخت لگائے گئے ہوں اور نہ ایسے دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں۔ بلکہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت و دوزخ انہیں اعمال کے انعکاسات ہیں جو دُنیا میں انسان کرتا ہے۔''

(صفحہ ۱۴۷)

تفصیل اِس اجمال کی یہ ہے کہ یہ دنیا جو دارالعمل ہے اور دارالامتحان ہے، اس کے اختتام پر ہر انسان کو اپنے اعمال اور امتحان کے نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کی کیفیت یُوں بیان ہوئی ہے کہ کامیاب ہونے والوں کا نتیجہ اُن کے دائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا جس کو پا کر اُن کے چہرے خوشی سے چمک اُٹھیں گے اور روشن ہو جائیں گے۔ اس کے برعکس ناکام ہونے والوں کا نتیجہ اُن کے بائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا۔ جس کو پا کر اُن کے چہرے غم سے سیاہ ہو جائیں گے۔ صرف اسی پر بس نہیں ہوگا بلکہ نیک اعمال بجا لانے والوں کو دائمی جنّت کی نعمتوں سے فیضیاب فرمائے گا اور بُرے اعمال کے مرتکب ہونے والوں کو جہنّم کے عذاب سے گزرنا ہوگا۔

جنّت کی نعماء کا نقشہ جو قرآن کریم میں بیان ہوا اُسکی کچھ جھلکیاں یہ ہیں کہ جنتیوں کے لئے عمدہ مکانات اور بالاخانے ہونگے۔ عمدہ فرش، قالین، گدّے اور تکیئے ہونگے۔ تخت بھی بچھے ہونگے جن پر جنّتی آمنے سامنے بیٹھے محوِ گفتگو ہونگے۔ نیز جنّت میں شہید، دودھ اور ٹھنڈے شیریں پانی کی نہریں ہوں گی۔ جنّتیوں کو ایسی پاکیزہ شراب پلائی جائے گی جس کے نتیجہ میں کوئی لغو فعل اور کوئی گناہ سرزد نہ ہوگا۔ جنّت میں بیری کے درخت اور کیلے، کھجور، انار اور انگور کے باغات ہونگے۔ اور پرندوں کا گوشت بھی ملے گا۔ سبز ریشم کا لباس اور سونے چاندی کے کنگن، موتیوں کے ہار اور چاندی سونے کے برتن اور چاندی کی صُراحیاں اور پیالے ہونگے۔ نیز پاکیزہ جوڑے بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت حیادار عورتیں اور نوعمر پاک صفت خدمت گار لڑکے وغیرہ وغیرہ۔

دوزخ کے جو مناظر دکھائے گئے ہیں اُن میں سے چند یہ ہیں کہ دوزخیوں کو بھڑکتی آگ میں ڈالا جائے گا۔ جب بھی نکلنے کی کوشش کریں گے ہتھوڑے مار کر واپس آگ میں دھکیل دیا جائے گا۔ ایک جِلد کے سڑ جانے پر دوسری جِلد چڑھائی جائے گی تا کہ بار بار جلنے کا عذاب چکھے۔ پینے کے لئے کھولتا اُبلتا پانی یا انتہائی ٹھنڈا یخ پانی دیا جائے گا۔ کھانے کے لئے تھوہر کے کڑوے پھل اور ایسے کھانے ملیں گے جن سے نہ بھوک مٹے گی اور نہ وہ کھانا جسم کو لگے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب سوال یہ ہے کہ جنّت کی مذکورہ بالا نعمتوں اور جہنّم کی جن سزاؤں کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے اُن سے کیا مُراد ہے؟ اگر ان نعمتوں کو ظاہری اور دُنیاوی نعمتوں کی طرح سمجھا جائے تو خدا تعالیٰ کا مندرجہ ذیل فرمان اس خیال کو غلط قرار دیتا ہے چنانچہ فرمایا

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ

(السّجدہ ۱۸)

یعنی کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اُس کے لئے مخفی ہیں جبکہ دودھ، شہید، انگور اور انار وغیرہ کو ہم استعمال کرتے رہتے ہیں اور ان صفات اور مَزے سے بخوبی واقف ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جنّت کی جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ ان دُنیاوی چیزوں سے مختلف ہیں، محض نام کا اشتراک ہے۔

سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس آیت کی تشریح کے ضمن میں یہ فرمایا ہے کہ بہشت اور اس کی نعمتیں وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سُنیں اور نہ دِلوں میں کبھی گزریں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے

ہیں:

''پس جب کہ خُدا اور رسُولؐ اس کا ان چیزوں کو ایک نرالی چیزیں بتلاتا ہے تو ہم قرآن سے دُور پڑتے ہیں۔ اگر یہ گمان کریں کہ بہشت میں بھی دُنیا کا ہی دُودھ ہوگا جو گایوں اور بھینسوں سے دوہا جاتا ہے۔ گویا دُودھ دینے والے جانوروں کے وہاں ریوڑ کے ریوڑ موجود ہوں گے۔ اور درختوں پر شہد کی مکّھیوں نے بہت سے چھتّے لگائے ہُوئے ہونگے۔ اور فرِشتے تلاش کر کے وُہ شہد نکالیں گے اور نہروں میں ڈالیں گے۔ کیا ایسے خیالات اس تعلیم سے کُچھ مناسبت رکھتے ہیں جس میں یہ آیتیں موجود ہیں کہ دُنیا نے ان چیزوں کو کبھی نہیں دیکھا۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 125)

دوسری طرف قُرآن کریم میں یہ بھی آیا ہے کہ جنّتیوں کو جب جنّت کے پھلوں میں سے کوئی پھل کھانے کے لئے دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا جاتا رہا ہے۔ (البقرہ ۲۶) اب یہ تو ممکن نہیں کہ نعوذ باللہ خدا کے کلام میں تضاد پایا جاتا ہے۔ بلکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جنّت کی نعمتوں اور جہنّم کی سزاؤں میں صرف نام کا اشتراک ہے۔ اور محض ہمیں سمجھانے کے لئے یہ طریق اختیار فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ اگر ایسے نام بیان ہوتے جن سے ہم واقف ہی نہ ہوں تو پھر نہ جنّت کی نعماء کے طلب کی حرِص پیدا ہوتی اور نہ دوزخ کی سزاؤں کا دل میں خوف پیدا ہوتا۔

اس کے باوجود یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ پھر وہ نعمتیں اور سزائیں کس نوعیت کی ہوں گی؟ اس کا آسان اور قابلِ فہم جواب یہی ہے کہ یہ سب رُوح کو شادمانی پہنچانے والی یا اذیّت پہنچانے والی چیزیں ہونگی۔ جیسا کہ ہم اِس دنیا میں نیک اعمال کے نتیجہ میں روحانی طور پر ایک سرور اور لذّت محسوس کرتے ہیں یا بُرے اعمال کے نتیجہ میں ایک دُکھ اور اذیّت محسوس کرتے ہیں مثلاً ایک نمازی کو جب حقیقی نماز میسّر ہو تو جو لُطف وہ محسوس کرتا ہے اُس کو نہ لفظوں میں بیان کر سکتا ہے اور نہ دوسرے کو اُسکے مزے کا احساس کرا سکتا ہے۔ صرف خود محسوس کر سکتا ہے۔ اُخروی زندگی میں جب یہی لُطف وسرور مثلاً انار کی شکل میں متمثّل کر کے اُس کو دیا جائے تو اُس کو فوراً وہ لُطف وسرور یاد آجائے گا جو اُس نے دُنیا میں عین حالتِ نماز میں روحانی طور پر محسوس کیا تھا۔ تب وہ بے اختیار بول اُٹھے گا کہ ھٰذَا الَّذِی رُزِقْنَا مِن قَبْلُ کہ یہ تو وہی میوہ ہے جس کا ہم پہلے بھی مزہ چکھ چکے ہیں۔ پس اس کا مطلب یہ ہُوا کہ جو اُمور یہاں روحانی طور پر محسوس ہُوا کرتے تھے وہ ایک طرح سے متمثّل ہو کر جسمانی طور پر اُخروی زندگی میں نظر آنے لگیں گے۔ اور اُن ہی سے انسان کا لطیف جسم اپنے اعمال کے مطابق جزاء وسزا کا لُطف اُٹھا سکے گا یا اذیّت پائے گا۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی سمجھنے اور یاد رکھنے کے لائق ہیں کہ صرف اکیلی رُوح بغیر کسی جسم کے نہ کوئی لطف اُٹھا سکتی ہے اور نہ کوئی دُکھ محسوس کر سکتی ہے۔ جسطرح کہ ہم اِس دنیا میں بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہماری رُوح کی عمدہ صحت، جسم کی صحت و تندرستی پر موقوف ہے۔ جب ایک شخص جسمانی طور پر کمزور ہونے لگتا ہے تو اُس کی رُوح بھی کمزور ہونے لگتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت بُڑھاپے میں آ کر ایک عالمِ انسان بھی جاہل بن جاتا ہے۔

پس ثابت ہُوا کہ مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی اپنے اعمال کے مطابق جزاء وسزا کا مزہ چکھنے کے لئے رُوح کے ساتھ ایک جسم کا ہونا لازمی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ وہ جسم ایسا تو نہیں ہوگا جیسے اِس دُنیا میں ہمیں مِلا ہُوا ہے۔ جو طرح طرح کے عوارض اور حوائج سے دوچار ہے۔ بلکہ وہ ایک لطیف قسم کا جسم ہوگا۔ اور جس نوعیت کا وہ جسم ہوگا اُسی نوعیت کی جزاء وسزا کے سامان ہوں گے۔ لہٰذا اِس جسم کی حقیقت کے سمجھنے کے ساتھ ہی جنّت دوزخ کی حقیقت بھی بآسانی سمجھ آ سکتی ہے

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے معرکۃ الآراء لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی میں اُخروی زندگی میں رُوح کو عطا ہونے والے لطیف جسم کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''سوان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رُوح کے افعال کاملہ صادر ہونے کے لئے اسلامی اصُول کے رُو سے جسم کی رفاقت رُوح کے ساتھ دائمی ہے۔ گو موت کے بعد یہ فانی جسم

رُوح سے الک ہوجاتا ہےمگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ہرایک
رُوح سے الگ ہوجاتا ہے۔ مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک رُوح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لئے جسم مِلتا ہے وُہ جسم اس جِسم کی قسم میں سے نہیں ہوتا۔ گویا کہ اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں۔ ایسا ہی خُدا کے کلام میں بار بار ذکر آیا ہے۔ اور بعض جسم نورانی اور بعض ظُلماتی قرار دئے ہیں جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظُلمت سے تیار ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں۔ انسان کامل اسی زِندگی میں ایک نورانی وجود اس کیفیت جسم کے علاوہ پاسکتا ہے۔ اور عالم مکاشفات میں اس کی بُہت مثالیں ہیں۔ اگرچہ اَیسے شخص کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک موٹی عقل کی حد تک ٹھہرا ہوُا ہے۔ لیکن جن کو عالمِ مکاشفات میں سے کچھ حصّہ ہے۔ وُہ اِس قسم کے جسم کو جو اعمال سے تیار ہوتا ہے تعجب اور استباد کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے بلکہ اس مضمون سے لذّت اٹھائیں گے۔

غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالمِ برزخ میں نیک و بد کی جز کا موجب ہو جاتا ہے۔ میں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں۔ مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا بعض مُردوں کی مُلاقات کا اتفاق ہوُا ہے اور میں نے بعض فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا کہ گویا وُہ دُھوئیں سے بنایا گیا ہے۔ غرض میں اس کُوچہ سے ذاتی واقفیت رکھتا ہوں اور میں زور سے کہتا ہُوں کہ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے۔ خواہ نُورانی خواہ ظلمانی انسان کی یہ غلطی ہوگی اگر وُہ ان نہایت باریک معارف کو صرف عقل کے ذریعہ سے ثابت کرنا چاہے۔ بلکہ جاننا چاہئے کہ جیسا کہ آنکھ شیریں چیز کا مزہ نہیں بتلا سکتی اور نہ زبان کسی چیز کو دیکھ سکتی ہے۔ ایسا ہی وُہ علُوم مستعار جو پاک مکاشفات سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ صرف عقل کے ذریعہ سے ان کا عُقدہ حل نہیں ہو سکتا۔ خُدا تعالےٰ نے اس دُنیا میں مجہولات کے جاننے کے لئے علٰیحدہ علٰیحدہ وسائل رکھے ہیں۔ پس ہر ایک چیز کو اس کے وسیلہ کے ذریعہ سے ڈھونڈو تب اُسے پالوگے۔‘‘

(صفحہ ۱۳۶-۱۳۵)

رسالہ مشکوٰۃ کو قلمی تعاون کی ضرورت ہے۔ اہلِ علم حضرات اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر مشکوٰۃ)

قرآن مجید
ایک مکمل ضابطہ حیات ہے

ازحکیم بدرالدین صاحب عامل بھٹہ

کئی سال قبل مکرم آنجہانی گیانی ذیل سنگھ صاحب جو اس وقت صدر آلانڈیا کانگرس تھے اور بعد میں راشٹر پتی بھارت کے عہدہ جلالہ پر بھی فائز رہے۔مکرم سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کے بلانے پر قادیان تشریف لائے تھے۔ان کے اعزاز میں ایک شاندار جلسہ کا انعقاد کیا گیا تھا۔جس میں کم وبیش 70,000افراد شریک ہوئے تھے۔انہیں خوش آمدید کہنے کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے خاکسار کو نمائندہ بنایا گیا تھا۔سٹیج پر بیٹھے ہوئے جب کہ ایک اور پارٹی کا لیڈر آپ کو جی آیا نو کہہ رہا تھا۔مکرم گیانی صاحب نے مجھ پوچھا کہ حکومت کے بارے میں جماعت احمدیہ کا کیا موقف ہے۔میں نے عرض کیا کہ میں اپنی باری آنے پر اس بارے میں وضاحت کردوں گا۔

چنانچہ جب مجھے سٹیج کے سیکریٹری کی طرف سے مائیک پر بلایا گیا تو میں نے ابتدائی تعارفی کلمات کے بعد یوں عرض کیا کہ جماعت احمدیہ کا پورا نام مسلمان فرقہ احمدیہ ہے۔ہم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کا رسول نبی اور پیغمبر مانتے ہیں۔اور آپ تمام نبیوں سے افضل ہیں۔آپ کے ذریعہ سے قرآن مجید نازل ہوا جو آخری الہامی کتاب اور کامل شریعت ہے۔اس وجہ سے ہم قرآن کریم کو ایک مکمل ضابطہ حیات تسلیم کرتے ہیں۔اس میں زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں مکمل ہدایت دی گئی ہیں۔یہ ایک بڑا وسیع مضمون ہے۔اس محدود وقت پورا مضمون بیان نہیں ہوسکتا۔چونکہ آپ نے جو سوال پوچھا ہے وہ سیاسی نوعیت کا سوال ہے۔میں اپنے بیان کو اسی حد تک رکھوں گا۔

آج سے ایک ہزار چار سو سال قبل قرآن مجید ناظل ہوا اس وقت تمام دنیا میں آمریت تھی کسی کے ذہن میں بھی یہ خیال نہیں آسکتا تھا کہ دنیا میں جمہوریت رائج ہو جائے گی۔اور بادشاہتیں ختم ہو جائیں گی۔قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔اور اللہ تعالےٰ کے علم میں ہے جو ہو چکا ہے اور جو ہو رہا ہے اور جو صدیوں ہونے والا ہے۔اس لئے اس میں سب زمانوں کیلئے ہر شعبہ زندگی کیلئے ہدایات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ ایک مرحلہ پر بادشاہت کا نظام مٹ جائے گا اور اسکی جگہ نیابتی حکومت آجائے گی۔اور عوام اپنی مرضی سے اپنے حکمرانوں کو منتخب کریں گے۔سو اس موقعہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ حکم دیا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا

(سورۃ نساء آیت 59)

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ جب تم (حکومت بنانے کیلئے) ووٹ دو تو اہل نمائندہ کو ووٹ دو۔گویا اللہ تعالیٰ نے پابند کر دیا ہے کہ ووٹ دیتے وقت اہلیت کو معیار بنانا ہے۔پارٹی بازی یا گروہ بندی کو مدنظر نہیں رکھنا۔یہ دیکھنا ہے کہ امیدواروں میں سے کونسا امیدوار زیادہ اہل ہے بس اسکو ہی ووٹ دو۔اب ظاہر ہے کہ عوام اگر یہی اصول مدنظر رکھکر ووٹ دیں تو اہل نمائندے ہی کامیاب ہوں گے اور انہی میں سے حکومت بنے گی اور ایسی حکومت بھی ملک وقوم کیلئے باعثِ ترقی ہوگی۔انتخابات ہو چکنے کے بعد دو ہی صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں اول یہ کہ آپ نے جس سیاسی پارٹی کے نمائندے کو ووٹ دیا ہے وہ پارٹی اکثریت حاصل کر لے اور اسکو حکومت بنانے کی دعوت مل جائے دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مخالف پارٹی جیت جائے اور اسکی سرکار بن جائے۔اس میں پہلی صورت پیدا ہونے پر کہ آپکی پارٹی کی حکومت بن رہی ہو۔تو ایسی صورت میں قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے یہ حکم دیا

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ

جب تم حکومت بناؤ تو عدل وانصاف والی حکومت بناؤ یہ نہ کہ تم صرف اپنوں کو ہی انصاف دے سکو بلکہ تمہاری یہ ذمہ داری ہوگی ہے کہ ہر ملک واسی کو عدل اور انصاف فراہم کرو۔خواہ جس نے تمہارے خلاف اپنا ووٹ کا حق استعمال کیا ہو۔حاکم ہونے کے ناطے یہ تمہاری ذمہ واری اور فرض منصبی ہے کہ ہر ایک کو عدل و انصاف مہیا کرو ہر ایک کے جان و مال کو تحفظ فراہم

کرو۔ دوسری صورت میں اگر مخالف پارٹی کی سرکار بن گئی ہے تو پھر تمہارا رویہ کیا ہو۔ کیا اس سرکار کے خلاف بغاوت کر دو ریل گاڑی کی پٹریاں اکھاڑ دو بسوں کو آگ لگا دو۔ آتی جاتی کاروں پر پتھراؤ کرو سرکاری عمارتوں کو نقصان پہنچاؤ۔ دہشت گردی کرو نہیں ہرگز نہیں یہ سب کچھ نہیں کرنا اس صورت میں کیا کرنا ہے۔ امن اور قانون کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا
الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اطاعت اور فرمانبرداری کرو اور جو وقت کا حکم ہے اس کی بھی فرمانبرداری کرو اس حکم کی موجودگی میں یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ امن ایک پکے مسلمان کا طرۂ امتیاز ہونا چاہئے اگر اس کے حکومت سے کچھ مطالبات بھی ہوں تو وہ بھی پُر امن طریق پر طلب کئے جائیں۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوۃ سلام نے بھی اپنی جماعت کو عدم تشدد کی تعلیم دی ہے۔ آپ ایک شعر میں جماعت کو ھدایت دیتے ہیں۔

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

نیز ہمارے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بھی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے اپنی ایک نظم میں ارشاد فرمایا ہے کہ

امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
باعثِ فکر و پریشانیٔ حکام نہ ہو

میں اپنی تقریر ختم کر کے جب بیٹھ گیا تو محترم گیانی صاحب نے اظہار فرمایا کہ قرآن مجید میں بڑی حسین تعلیم دی گئی ہے۔ اور فرمایا کہ یہ دونوں شعر مجھے نوٹ کرا دیں اور انہوں نے اپنی ڈائری میں لکھ لئے۔ یہ تو صرف ایک مسلۂ ہے قرآن کریم میں تو انسان کی پیدائش سے لیکر وفات تک ہر اہم موقعہ کیلئے احکام بیان فرما دیئے ہیں۔ پیدائش کے بعد والدین کی ذمہ داریاں، بچے کی پرورش کے بارہ میں، بچے کو دودھ پلانے کے بارہ میں، بچے کی تعلیم کے بارہ میں، اسکی شادی کے بارہ میں، پڑوسیوں سے تعلقات کے بارہ میں، سفر کے بارہ میں، گھر سے نکلنے کے بارہ میں، داخل ہونے کے بارہ میں، مسجد میں داخل ہونے کے بارہ میں، مسجد سے نکلنے کے بارہ میں، مجالس میں شامل ہونے کے بارہ میں، مشورہ دینے کے بارہ میں، مشورہ حاصل کرنے کے بارہ میں، دو حکومتوں کے آپسی تعلقات کے بارہ میں، جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کے بارہ میں، جنگ کے دوران مسلمان کے فرایض کے نہ عورت کو تکلیف دیں، نہ بچوں کو نہ بوڑھوں کو قتل کریں۔ قومی معاہدات کے بارے میں، سفارت کاری کے بارہ میں، کھیتی باڑی کے بارہ میں، درختوں کی حفاظت کے بارہ میں، جانوروں کے حقوق کے بارہ میں، جانوروں سے سلوک کے بارہ میں غرض کہ کوئی بھی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا کہ اس بارہ میں قرآن کریم میں راہنمائی اصول بیان نہ کر دیئے گئے ہوں۔ ان سب امور کے بیان اور ذکر سے ہزاروں ہزار صفحات پر مشتمل تفاسیر قرآن مجید بھری پڑی ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے اسلام کو بظاہر قبول نہ کرتے ہوئے بھی دیگر اقوام عالم اسلام کے فطرتی اصولوں اور قرآن کریم کے احکام کو اپنے معاشرہ کے اصول وضوابط میں اپناتی جا رہی ہیں۔ گویا اسلام کا آب حیات جس کا سرچشمہٗ قرآن مجید ہے۔ جدید تہذیب انسانی کی آبیاری کر رہا ہے۔ تمام وکمال صورت حال اس مختصر سی صحبت میں بیان ہونا ممکن نہیں صرف چند مثالیں بیان کرتا ہوں۔

ا۔ اسلام سے قبل تمام دنیا میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ جب تک وہ باپ کے گھر میں ہوتی تھی اسکی ملکیت شمار ہوتی تھی۔ شادی کے بعد خاوند کی ملکیت قرار پائی تھی۔ (میں نے احتیاط کے طور پر شادی کا لفظ استمال کیا ہے ورنہ عورت کی ملکیت حاصل کرنے کے بڑے افسوسناک طریق رائج تھے) نہ اسکو پاپ کی میراث میں سے کچھ حصہ ملتا تھا نہ خاوند کے ترکہ میں سے بلکہ وہ خود ترکہ میں شمار ہوتی تھی۔ اور دیگر مال واسباب کی طرح یہ تقسیم کی جاتی تھی فروخت بھی کی جاتی تھی خریدی بھی جاتی تھی عورت کی

مجال نہ تھی کہ اس سلوک کے خلاف کوئی صدائے احتجاج ہی بلند کر سکے۔ خاموشی سے یہ سب کچھ برداشت کرتی چلی جاتی تھی۔ صرف اسلام نے ہی عورت کی اس حالت پر رحم کھایا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عورتوں کے بارہ میں بڑی تفصیل سے احکام بیان فرمائے۔ سب سے پہلے اسلام نے ہی عورت کو اپنے باپ اپنے بیٹے اپنی ماں اپنے بھائی اپنے خاوند کے وارثہ میں حق دار ٹھہرایا اس سے قبل کسی حکومت کسی مذہب کسی سوسائیٹی میں عورت کے مالکانہ حق کو تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ پھر عورت کو مرد کے برابر سماج میں حقوق عطا کئے۔ اس سے قبل مرد عورت پر مکمل طور پر قابض اور متصرف تھا چاہے تو اس کے پاس رکھے نہ چاہے تو اپنے سے الگ کردے یا سکو آگے کسی کے ہاتھ فروخت کردے عورت کو چون و چرا کی اجازت بلکہ ہمت نہ تھی۔ اسلام نے عورت کو بھی یہ حق دیدیا کہ جس طرح مرد ناپسند بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ عورت بھی ناپسندیدہ خاوند سے بذریعہ خلع علیحدگی حاصل کرسکتی ہے۔ اسلام کا عورت کے بارے میں یہ قانون اس وقت بلکہ آج تک دیگر مذہب کی طرف سے محل اعتراض چلا آرہا ہے مگر یہ ایک فطرتی امر تھا اس کا آہستہ آہستہ یہ اثر ہوا ہے کہ زبان سے نہ ماننے کے باوجود آج ہر ملک اور قوم میں عورت کو باپ کے ترکہ میں حقدار تسلیم کرلیا گیا ہے۔ اور ہر ملک کے قانون میں عورت کو بھی ناپسندیدہ خاوند سے علیحدگی کا حق دیدیا گیا ہے۔ بے شک حق تو دیدیا گیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون اور انسانوں کے بنائے ہوئے قانون میں نمایاں فرق ہے۔ مثلاً قانون وراثت کو ہی لے لیں قرآن کریم میں کمال پر حکمت طریق پر عورت کو وراثت میں سے حصہ دیا گیا ہے۔ جبکہ حکومتی قانون میں اس کا خیال نہیں رکھا گیا۔ انڈیا میں قانون یہ بنا ہے کہ باپ کے ورثہ میں لڑکیاں اور لڑکے برابر کے شریک ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص وفات پا گیا ہے۔ اور اسکی 5 ایکڑ زمین ہے اور اس کی اولاد دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ تو اس میں سے ایک ایک ایکڑ سب کو مل جائے گی۔ اس اندھی بانٹ کی وجہ سے بہت خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔ بھائیوں میں لڑائیاں ہوئیں بلکہ بعض کیسوں میں قتل تک ہو گئے۔ قرآن کریم میں بڑے پُر حکمت طریق پر تقسیم کا حکم ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کی چار لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے تو اسکی وفات پر اگر سکی چھ ایکٹر زمین ہوگی تو 1/2 میں چاروں لڑکیاں شامل ہوں گی اور باقی 2/3 لڑکے کو ملے گی۔ اس طرح توازن قائم کیا گیا ہے۔ اسکے علی۔۔غم سرکاری قانون میں مرمہ اور عورت کے حصہ میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا جبکہ مرد پر معاشرہ میں زیادہ ذمہ داریاں عائید ہوتی ہیں۔ اور عورت ان ذمہ داریوں سے مبرا ہے۔ اسی طرح خاوند کے ترکہ میں اسکی بیوی اور بچوں کو برابر حق دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص وفات پا گیا ہے۔ اس کے وارث دو لڑکے دو لڑکیاں اور ایک بیوی ہے۔ سرکاری قانون کے مطابق ان سب کو برابر حصہ ملے گا۔ مثلاً اس کے ترکہ کی مالیت ایک لاکھ روپیہ ہے تو ان سب کو بیس بیس ہزار روپیہ مل جائے گا۔ جبکہ قرآن کریم میں بیوی کو 1/8 حصہ دیا گیا ہے۔ اور باقی ترکہ لڑکوں اور لڑکیوں مذکر مثل حظ الانثیین کے اصول پر تقسیم ہوگا۔ گویا ایک لڑکا دو لڑکیوں کے برابر حصہ پائے گا۔ اس طرح 1/8 بیوی کا حصہ نکال کر باقی املاک چھ حصوں میں تقسیم ہوگی ہر لڑکی کو ایک حصہ اور لڑکے کو دو حصے ملیں گے۔ باقی عام مصروف معاملات میں عورت مرد کو مساوی حقوق اسلام نے عطا کئے ہیں عورت کو ووٹ کا پورا حق دیا گیا ہے۔ اسی طرح مشاورتی اداروں میں عورتوں کو ممبری کا حق دیا گیا ہے۔ نیز اس کی عزت اور وقار کے تحفظ کے طور پر شادی کی صورت میں خاوند پر اس کا حق مہر ادا کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ جبکہ عام طور پر معاشرہ میں عورت پر جہیز لانے کی ذمہ داری پڑتی ہے۔ اور کم جہیز لانے پر خواتین کا قتل تک ہوتا رہتا ہے اور یہ خبر اخباروں میں آتی رہتی ہے۔ مگر اصلاح کی صورت نظر نہیں آتی۔ دیگر اقوام کے دیکھا دیکھی مسلم معاشرہ میں بھی یہ بدرسم نفوذ پا رہی ہے۔ اسلام نے شادی کی تمام تر ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے۔

اسی طرح نہ نہ کرتے ہوئے بھی اسلام کے اس فطرتی قانون کو تمام دنیا کے ممالک نے اپنا لیا ہے۔ اور ہر ملک میں طلاق کا قانون بن گیا ہے۔ اور مرد عورت کو اپنی زوجیت سے الگ کرسکتا ہے۔ اسی طرح عورت بھی بذریعہ عدالت طلاق حاصل کرسکتی ہے۔ قرآن مجید نے اس قانون کو بھی کمال حکمت سے بڑی احتیاط

سے نافذ کیا ہے۔اور اس علیحدگی کے عمل پر کئی ایک پابندیاں عائد کی ہیں۔لیکن عام ملکی قانون میں ان احتیاطوں کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔عیسائی معاشرہ میں پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ عیسائیت میں نکاح کا بندھن اس قدر مضبوط ہے کہ بندھ گیا سو بندھ گیا۔اب موت ہی ان دونوں کو الگ کرسکتی ہے۔لیکن اب جب یہ قانون پاس ہو گیا ہے تو اس قدر آسانی رکھدی گئی ہے کہ چند گھنٹوں میں بعض اوقات منٹوں میں مقدس تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ بھارت میں بھی یہ تعلق زندگی بھر کا تعلق کہا جاتا تھا۔ بلکہ اس تعلق کو اگلے جیون تک استوار رکھنے کیلئے خاوند کی وفات پر بیویاں انکے ساتھ ہی جل جایا کرتی تھیں (اس رسم کو ستی ہونا کہا جاتا تھا) مگر اب ستی کی رسم بھی قانوناً منع ہوگئی ہے۔اور میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کا قانون بھی پاس ہوگیا ہے۔مگر اس میں بھی وہی سقم موجود ہے جو یورپ میں پاس کئے گئے قانون میں موجود ہے۔

انسانی عقل ایک مدت دراز ٹھوکریں کھانے تحقیق و جستجو کی صعوبتیں کھانے کے خود بھی ان قوانین کی ضرورت اور اہمیت کے احساس تک پہنچ سکتی ہے۔مگر بعد از خرابیٔ بسیار۔ پھر بھی اس معاملہ میں یا کسی بھی امر میں اس کی کنہ تک تمام وکمال رسائی حاصل نہیں کرسکتی خواہ کتنی ہی کوشش کرے۔

اللہ تبارک وتعالےٰ خود قرآن کریم میں اس حقیقت کا اظہار فرما دیا ہوا ہے۔ارشاد خداوندی ہے کہ

"وَلَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ"

کہ انسان اللہ تعالیٰ کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے۔ پس انسانی بنائے ہوئے قوانین ان قوانین کے مقابلہ میں ہیچ ہی رہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل علم سے انسان کیلئے پسند کرتے ہوئے نافذ کئے ہیں۔

اسلام کی حسین معاشرتی تعلیم آہستہ آہستہ دیگر قوام کے معاشرتی ڈھانچہ میں سرائیت کرتی چلی جارہی ہے۔جسکی دو مثالیں میں نے بیان کی ہیں۔اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بھی ہر مذہب والے اقرار کرنے لگے ہیں۔حالانکہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو یہ پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اور وہی عبادت کے لائق ہے تو ان کے ذہن میں یہ بات آتی ہی نہیں تھی کہ تین سو ساٹھ دیوی دیوتا مل کر ایک خدا کیسے بن سکتا ہے۔اسی وجہ سے مخالفت پر اتر آئے۔اور اس قدر مخالفت میں آگے بڑھے کہ اسکی کوئی اور مثال ہی نہیں ملتی۔اور آج دنیا کے دماغ اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔بظاہر وہ مندروں میں جاتے مورتی پوجا کرتے ہیں۔مگر پوچھو تو ان کا یہ جواب ہے کہ ہم تو ایک ہی خدا پرماتما ایشور نارائین اور جو بھی نام رکھ لیں اسکی ہی پوجا کرتے ہیں۔مورتیاں تو صرف توجہ قائم رکھنے کا ذریعہ ہے ورنہ ہم مورتی سے کچھ بھی نہیں مانگتے اس جواب سے ظاہر ہے کہ دنیا کے دل ایک خدا کو ہی سچ ماننے لگے ہیں۔اور وقت آتا ہے کہ اہل دنیا کی اکثریت پکار اٹھے گی کہ دنیا کا خالق اور مالک صرف ایک وحدہ لاشریک ذات ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے۔اور دنیا کی اکثریت کا ایک ہی خدا اور ایک ہی رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔اور توحید کے جھنڈے کے نیچے سب جمع ہو جائیں گے۔

اللھم صلی علیٰ محمد وعلی آل محمد

انک حمید مجید

هٰذا مِنْ فَضْلِ رَبِّى

Crescent Publishers

DEALS IN MULTILINGUAL COMPOSING & DESIGNING SOLUTION IN URDU, HINDI, GURMUKHI AND ENGLISH

CONTACT FOR PUBLISHING BOOKS ETC. AT LOW COSTS IN INDIA

اُردو، انگریزی، ہندی اور پنجابی میں کمپوزنگ اور ڈیزائنگ کروانے نیز بھارت میں رعایتی قیمتوں پر کتب وغیرہ کی اشاعت کے لیے رابطہ کریں:-

Mohalla Ahmadiyya, Qadian
Dt. Gurdaspur, Pb.
Ph. 00919872318868
email: qadian313@yahoo.com

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ

تفسیر القرآن کے اصول و معیار

از مکرم مولوی مظفر احمد صاحب فضل قادیان

مخبرِ صادق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ایک زمانہ اسلام پر ایسا آنے والا ہے کہ جب صرف اسلام کا نام باقی رہ جائیگا اور قرآن شریف محض رسم کے طور پر رہ جائیگا۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن)۔ یعنی صرف خوبصورت جلدوں میں خوبصورت لکھائی میں تو موجود ہوگا۔ لیکن اسکی معرفت سے مسلمان بے خبر ہوں گے۔ اس حدیث کی صداقت اس دور میں روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے۔ مسلمانوں کے دلوں سے قرآن کی محبت اُٹھ چکی ہے۔ مسلم علماء صرف خشک ملّاں ہو کر رہ گئے ہیں۔ قرآن مجید میں جو علم و معرفت کے دریا موجزن ہیں ان سے یہ نابلد ہیں۔ حقائق و معارف قرآن کی جگہ محض پرانے قصّہ کہانیوں نے لے لی ہے۔ جبکہ پرانے مفسرین نے اسرائیلی روایات سے اخذ کر کے قرآنی تفسیر میں جگہ دے دی ہے۔ جس سے اسلام و قرآن کا حسن و دلکش چہرہ مسخ ہو چکا ہے۔ کیونکہ وہ واقعات سراسر بے بنیاد اور قرآنی روح کے منافی ہیں۔ مثلاً مسلم علماء نے قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ کو جائز سمجھا ہے۔ حالانکہ قرآن شریف اسکی حفاظت کی خود ذمہ داری لیتا ہے۔ اسکے باوجود آیتوں میں تقدیم و تاخیر کا اعتقاد اپنا لیا۔ عصمت انبیاء جسکو قائم کرنے کیلئے قرآن شریف نازل ہوا۔ اس میں اسرائیلی و بائبلی بے بنیاد جھوٹے واقعات کو قرآن کی طرف منسوب کر کے عصمت انبیاء کی دھجیاں اڑا دیں۔ اور پُر معارف امور و واقعات کی مضحکہ خیز تفسیریں پیش کیں۔ مثلاً تخلیق آدمؑ کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الِانسان" کے متعلق نہج البلاغہ میں ہے کہ پھر پروردگار عالم نے سخت زمین سے نرم زمین سے عمدہ زمین سے اور شور زمین سے مٹی لیکر اُسکو پانی سے سانا کہ وہ صاف ہوگی۔ پھر اس سے جوڑ بند والی اور ہاتھ پاؤں رکھنے والی ایک مورت بنائی پھر اُسکو ٹھہرایا کہ اس میں قیام پیدا ہو گیا پھر اسکو سخت کیا کہ بجنے سے اس میں آواز آنے لگے اور جتنی دیر مناسب سمجھا اسکو یوں ہی رہنے دیا پھر اس میں اپنی پیدا کی ہوئی روح ڈال دی کہ وہی مورت انسان بن گئی۔"

(ترجمہ و تفسیر مولانا سید مقبول احمد دہلوی زیر آیت ۱۳۷ الحجر بحوالہ تفاسیر القرآن کا تحقیقی موازنہ از مولوی برہان احمد ظفر قادیان)

تمام مفسرین نے اپنی تفاسیر میں انسانی پیدائش کی تفصیل اسی طرح بیان کی۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں اسکی تفصیل موجود نہیں ہے۔ اسی طرح ہابیل اور قابیل کے بے سر و پا واقعات (قصص القرآن ۲۹-۳۰) نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار پرندوں کو بلانے کا تمثیلی پُر معارف بیان جو سورۃ البقرہ میں آتا ہے اسکی مضحکہ خیز تفسیریں جو مولانا اشرف علی تھانوی نے کی ہیں حیرت انگیز ہیں۔ جسکا اسلام اور قرآن سے کوئی تعلق نہیں۔ حالانکہ اس آیت میں روحانی مردے زندہ کرنے اور نومبایعین کی تربیت کرنے کا عظیم الشان گُر اور سنہرا اصول بیان فرمایا گیا ہے۔ جسکی تفصیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے بیان فرمائی ہیں۔

اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آیت **بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا** (الانبیاء آیت ۵۸) کے تحت جھوٹ بولنے کا بہتان باندھنا بھی ایسے مفسرین کا شاخسانہ ہے۔

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکہ سبا کو جو سورج پرست مشرکہ تھی توحید کی طرف دعوت کے بصیرت افروز طریق کو ان خشک ملاؤں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف یہ بات منسوب کر دی کہ آپ نے ملکہ سبا کی پنڈلیوں کے بال دیکھنے کے لئے محل تعمیر کیا تھا۔ اور نہایت شرمناک تفسیر بیان کی (تفسیر مولانا اشرف علی تھانوی مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی صفحہ ۵۳۱) نیز حضرت لوط علیہ السلام کے پاس مہمانوں کے آنے کا واقعہ جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے جس انداز سے مفسرین نے بیان کیا ہے اسکو لکھنے سے قلم کانپتا ہے۔ ایک پاکباز با اخلاق نبی اور اُسکے اہل و عیال کیلئے کیسا گندہ تصور باندھا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

يٰقَوْمِ هٰٓـؤُلَآءِ بَنٰتِىْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ (سورہ ھود آیت ۷۹)
کا ترجمہ معارف القرآن جلد۴ صفحہ ۶۵۱ میں یوں کیا ہے:

اے میری قوم یہ میری بہن بیٹیاں (جو تمہارے گھروں میں ہیں) وہ تمہارے (نفس کی کامرانی) کیلئے اچھی خاصی ہیں۔

تفسیر کنز الایمان سورہ ھود حاشیہ صفحہ ۳۳۳ پر لکھا ہے۔

اور اپنی بیبیوں سے تمتع کرو کہ وہ تمہارے لئے حلال ہیں۔

جبکہ ایک عارف ربّانی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اسکا ترجمہ نہایت سادہ پُرحکمت وپُر بصیرت یہ فرمایا ہے کہ

''اے میرے قوم یہ میری بیٹیاں ہیں یہ تمہارے نزدیک بھی بہت پاکیزہ قابلِ احترام ہیں۔''

(قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے **يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ و كهلاً** (سورۃ مریم) کی مضحکہ خیز تفسیر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی صفت خالق میں شریک ٹھہرایا۔ اندھوں کو بینا بنانا۔ مُردوں کو زندہ کرنا، پرندوں کا بنانا اور اس میں روح پھونکنا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اُٹھایا جانا وغیرہ۔ یہ سب وہ تفسیریں ہیں جو ان مفسروں نے اسرائیلی واقعات سے لیکر قرآن کی طرف منسوب کر دیں اور اسلام وقرآن کا حلیہ ہی بگاڑ دیا۔ تفسیر **کنز الایمان** از مولوی احمد رضا خان بریلوی، **معارف القرآن** از مولانا محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان نیز پرانی تفسیروں میں تفسیر **جلالین و کمالین**، تفسیر **کاشف الحقائق**، **تفسیر ابن کثیر**، **تفسیر ابن جریر**، **روح المعانی**، **قصص القرآن** وغیرہ بے ہودہ اسرائیلی قصص سے بھرے پڑے ہیں۔ جنکا اسلام وقرآن کی حسین تعلیم سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف کے دروازے صرف انہیں لوگوں پر کھولے جاتے ہیں جو خدا کے نزدیک پاک قرار پاتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ (الواقعۃ ۸۶)

چنانچہ اسلام کے ابتدائی دور میں حاملین قرآن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد پاکباز تابعین و تبع تابعین نے جنکو خدا تعالیٰ نے خود قرآن کریم کی معرفت عطا کی تھی قرآن کے نور سے دنیا کو منور کیا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش خبریوں کے مطابق اسلام اور قرآن کو جو ثریا ستارے پر چلا گیا تھا دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کیلئے امام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور ہونا تھا۔ (بخاری کتاب التفسیر)۔ چنانچہ اس زمانہ میں آنحضورؐ کی پیشگوئی کے مطابق عین وقت پر امام مہدی مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار (درّثمین)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام نے ان تمام بے ہودہ واقعات وتفسیروں کو یکسر ردّ فرمایا اور تمام قرآنی واقعات کی اس رنگ میں تفسیر وتشریح فرمائی کہ روح وجد میں آجاتی ہے۔ انبیاء کی عصمت اور شان قائم ہوتی ہے اور قرآنی علوم کا ایسا دریا بہا دیا اور وہ حقائق بیان فرمائے کہ گویا قرآن کو ثریا ستارے سے زمین پر دوبارہ قائم فرما دیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی تفسیر کے انقلابی دور کا آغاز فرمایا۔ آپ نے اصول تفسیر کے سات ایسے عظیم الشان معیار بیان فرمائے جس کے تحت قرآن کریم کی تفسیر نئی شان کے ساتھ بیان ہوتی ہے اور ہو رہی ہے۔ آپ نے اصولِ تفسیر قرآن کے جو سات معیار بیان فرمائے ہیں۔ وہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جو آپ کی تصنیف لطیف 'برکات الدعا' سے لئے گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

معیار اوّل: ''سب سے اول معیار تفسیر صحیح کا شواہد قرآن ہیں۔ یہ بات نہایت توجہ سے یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم اور معمولی کتابوں کی طرح نہیں جو اپنی صداقتوں کے ثبوت یا انکشاف کیلئے دوسرے کا محتاج ہو۔ وہ ایک ایسی متناسب عمارت کی طرح ہے۔ جسکی ایک اینٹ ہلانے سے تمام عمارت کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ اسکی کوئی صداقت ایسی نہیں جو کم سے کم دس یا بیس شاہد اسکے خود اُسی میں موجود نہ ہوں سو اگر ہم قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک معنے کریں تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ان معنوں کی تصدیق کیلئے دوسرے شواہد قرآن کریم سے ملتے ہیں یا نہیں۔

اگر دوسرے شواہد دستیاب نہ ہوں بلکہ ان معنوں کی دوسری

آیتوں سے صریح معارض پائے جاویں تو ہمیں سمجھنا چاہئے کہ وہ معنے بالکل باطل ہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم میں اختلاف ہو اور سچے معنوں کی یہی نشانی ہے کہ قرآن کریم میں ایک لشکر شواہد بینہ کا اسکا مصدق ہو۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان فرمودہ یہ اصول تمام مفسرین کے نزدیک مسلّم ہے کہ "القرآن یُفسر بَعْضُہٗ بَعْضاً" یعنی قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی خود تفسیر کرتا ہے۔ قرآن کا دوسرا معیار آپ یوں بیان فرماتے ہیں:

دوسرا معیار: "دوسرا معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کے معنے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔"

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا تھا ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس پاک کلام کا صحیح مطلب آپ ہی بیان کر سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان مرمودہ تفسیریں احادیث کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح (بخاری شریف) میں کتاب التفسیر کے نام سے ایک باب ہی باندھا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تفسیر قرآن کا تیسرا معیار یہ بیان فرماتے ہیں کہ

تیسرا معیار: "تیسرا معیار۔ صحابہ کی تفسیر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنھم آنحضرت کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے۔ اور خدا تعالیٰ کا اُن پر بڑا فضل تھا اور نصرت الٰہی اُن کے قوت مدرکہ کے ساتھ تھی۔ کیونکہ اُن کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔"

صحابہ رضوان علیہم اجمعین جسطرح دن رات آستانہ رسول پر محض تحصیل علم و دین کیلئے پڑے رہتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان کو غور سے سنتے اور اپنے سینوں میں محفوظ کرتے تھے۔ اسکی مثال گذشتہ انبیاء کے صحابہ میں ملنی ناممکن نظر آتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی مثال چمکتے ستاروں سے دی ہے۔ جنکی اتباع کوئی کرے تو ہدایت پا جائے۔ حضرت ابن عباسؓ کا نام مفسر قرآن کے سلسلہ میں معروف ہے۔ آپ کا فہم قرآن روح قرآنی کے قریب تھا۔ خود آنحضرت صلعم نے آپ کی قرآن فہمی اور تفقہ فی الدین کیلئے دعا کی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُصول تفسیر قرآن چوتھا معیار یہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

چوتھا معیار: "چوتھا معیار۔ خود اپنا نفسِ مطہر لے کر قرآن کریم میں غور کرنا ہے۔ کیونکہ نفسِ مطہرہ سے قرآن کریم کو مناسبت ہے اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ **لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ** (الواقعہ ۸۰) یعنی قرآن کریم کے حقائق صرف اُن پر کھلتے ہیں جو پاک دل ہوں کیونکہ مطہر القلب انسان پر قرآن کریم کے پاک معارف بوجہ مناسبت کھل جاتے ہیں اور وہ ان کو شناخت کر لیتا ہے۔ اور سونگھ لیتا ہے۔ اسکا دل بول اُٹھتا ہے کہ ہاں یہی راہ سچی ہے۔ اور اُسکا نورِ قلب سچائی کی پرکھ کیلئے ایک عمدہ معیار ہوتا ہے۔ پس جب تک انسان صاحبِ حال نہ ہو اس تنگ راہ سے گذرنے والا نہ ہو۔ جس سے انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں۔ تب تک مناسب ہے کہ گستاخی اور تکبّر کی جہت سے مفسر قرآن نہ بن بیٹھے ورنہ وہ تفسیر بالرائے ہوگی۔ جس سے نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے۔ اور کہا ہے کہ **مَن فسّر القُرآن برأیہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخطَاء** یعنی جس نے صرف اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی اور اپنے خیال میں اچھی کی تب بھی اُس نے بُری تفسیر کی۔"

حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کے بیان فرمودہ اس اصول کے تحت ایک مفسر قرآن کا متقی ہونا اور پاک ہونا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن کریم خود پاک ہے اور پاکوں کو ہی اسکی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ خزانہ اُسی کو حاصل ہوتا ہے۔ جو اسکی اہلیت رکھتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اصول تفسیر کا پانچواں معیار یہ بیان فرماتے ہیں

پانچواں معیار: "پانچواں معیار۔ لغت عرب بھی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اپنے وسائل آپ اس قدر قائم کر دیئے

ہیں۔ کہ چنداں لغات عرب کی تفتیش کی حاجت نہیں۔ ہاں موجب زیادتِ بصیرت بے شک ہے۔ بلکہ بعض اوقات قرآن کریم کے اسرار مخفیہ کی طرف لغت کھودنے سے توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک بھید کی بات نکل آتی ہے۔"

اس اصول کے تحت خلفاء کرام جماعت احمدیہ نے قرآن کریم کے اسرار وغوامض دنیا پر خوب روشن فرمائے۔ خاص طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر کبیر میں "حلّ لغات" کے عنوان سے تفسیر قرآن کے معارف وحقائق سے پردے اُٹھائے۔ اس طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی اپنے درس القرآن میں اس اصول کو اپنایا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اصول تفسیر قرآن کا چھٹا معیار یہ بیان فرمایا کہ

چھٹا معیار: "چھٹا معیار۔ روحانی سلسلہ کے سمجھنے کیلئے سلسلہ جسمانی ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کے دونوں سلسلوں میں بکلّی تطابق ہے۔"

روحانی سلسلہ مثلاً ملائک کی حقیقت اور اُنکی ضرورت۔ وحی الہام کی اہمیت وضرورت، انبیاء علیہم السلام کی صداقت، بعث بعد الموت، قیامت وغیرہ معاملات ایسے ہیں جو نظری ہیں۔ جو عام انسانوں کو سمجھ سے بالا ہیں۔ انکو سمجھانے کیلئے بدیہی معاملات جو نظروں کے سامنے عیاں ہیں دن رات کے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ مثلاً دن رات کے ادلنے بدلنے، ہواؤں کے چلنے بارش کے مردہ زمین پر برسنے، چاند سورج ستاروں کا نظام، نظام کائنات، پیدائش انسانی اور اسکی تدریجی ترقی اور وفات کی حقیقت وغیرہ ایسے امور ہیں۔ جنکو ہر روز عام انسان بھی مشاہدہ کرتا ہے۔ یہی چیزیں روحانی سلسلہ کے سمجھنے میں آسانی پیدا کرتی ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مایہ ناز تصانیف براہین احمدیہ، توضیحِ مرام وغیرہ میں اس اصول کے تحت روحانی سلسلہ پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ گویا سورج چڑھا دیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اصول تفسیر کیلئے ساتواں معیار یہ بیان فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں:-

ساتواں معیار: "ساتواں معیار۔ وحی ولایت اور مکاشفات محدثین ہیں اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہے۔ کیونکہ صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے۔ اور بغیر نبوت اور تجدید احکام کے وہ سب باتیں اُسکو دی جاتی ہیں۔ جو نبی کو دی جاتی ہیں۔ اور اُس پر یقینی طور پر سچی تعلیم ظاہر کر جاتی ہے...... محدّث وہ لوگ ہوتے ہیں جو شرف مکالمۂ الٰہی سے مشرّف ہوتے ہیں۔ اور اُن کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے۔"

نیز فرمایا "خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے نکل سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں۔ اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبود دیا جائے۔ سو یہی ہو رہا ہے۔ قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں۔ لطائف اور دقائق کلام ربّانی کے کھل رہے ہیں۔ نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آرہے ہیں۔ اور اسلام کے حُسنوں اور نوروں اور برکتوں کا خدا تعالیٰ نئے سرے سے جلوہ دکھا رہا ہے۔ جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور جس میں سچا جوش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرّہ حُبّ اللہ اور رسول کریم صلعم کی ہے وہ اُٹھے اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل ہووے۔ جسکی بنیادی اینٹ اُس نے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۶ برکات الدعا صفحہ ۱۷ تا ۲۴)

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ساری دنیا کو اور خصوصاً مسلمانوں کو توفیق دے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی معارف کی نہر خوشگوار جو سرزمین ہند قادیان سے جاری فرمائی ہے اس سے سیراب ہوں اور اپنی تشنگی بجھائیں۔ آمین

قرآن مجید میں صفات الٰہیہ

مرسلہ نوید احمد فضل، متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

خدا تعالیٰ کی امہات الصفات قرآن کریم میں چار بیان ہوئی ہیں۔

۱- رب العالمین، ۲- الرحمٰن، ۳- الرحیم، ۴- مالک یوم الدین

ان کی تشریح میں خدا تعالیٰ کی مختلف صفتیں جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں ان صفات کو اختصار کے ساتھ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔ ان میں سے اکثر تو انہی الفاظ میں قرآن کریم کی آیتوں سے اخذ کر کے لکھے گئے ہیں۔ ان ناموں پر غور کر کے اس روحانی نظام کا ڈھانچہ اچھی طرح سمجھ میں آ سکتا ہے۔ جس کو قرآن کریم پیش کرتا ہے۔

1	ألملک	وہ بادشاہ ہے۔
2	ألقدوس	نہایت پاک ذات ہے
3	ألسلام	سلامتی والا
4	ألمومن	امن دینے والا
5	ألمھیمن	پناہ دینے والا
6	ألعزیز	غالب ہے
7	ألجبار	صاحب جبروت ہے
8	ألمتکبر	کبریائی والا ہے
9	ألخالق	پیدا کرنے والا
10	ألبَاری	بنانے والا
11	ألمصوّر	صورت گر ہے
12	ألغفار	قصور بخشنے والا ہے۔
13	ألقھار	دبدبہ والا ہے
14	ألوھاب	بہت عطا کرنیوالا ہے
15	ألرزاق	رزق دینے والا ہے
16	ألفتّاح	کھولنے والا ہے

17	ألعلیم	نہایت درجہ علم رکھنے ولا ہے
18	ألقابض	ہر چیز کو حدود بست کے اندر رکھنے والا ہے
19	ألباسط	کشائش پیدا کرنیوالا ہے
20	ألخافض	پست کرنیوالا ہے
21	ألرافع	بلند کرنے والا ہے
22	ألمُعِز	عزت دینے والا ہے
23	ألمُذِلّ	ذلت دینے ولا ہے
24	ألسمیع	ہر آواز سننے والا ہے
25	ألبصیر	ہر چیز دیکھنے والا ہے۔
26	ألحَکَم	صحیح فیصلہ کرنیوالا ہے
27	ألعدل	انصاف کرنیوالا ہے
28	ألّلطیف	نہایت باریک بین ہے
29	ألخبیر	خبر رکھنے والا
30	ألحلیم	تحمل والا ہے
31	ألعظیم	بہت عظمت والا ہے
32	ألغفار	گناہ بخشنے والا ہے
33	ألشکور	نہایت قدردان ہے
34	ألعلیّ	صاحب مرتبت ہے
35	ألکبیر	بڑائی والا ہے
36	ألحفیظ	حفاظت کرنیوالا ہے
37	ألمقیت	ہر چیز کی قوتوں کو بحال رکھنے والا ہے
38	ألحسیب	حساب کرنیوالا ہے
39	ألجلیل	بزرگی والا ہے
40	ألکریم	عزت والا ہے
41	ألرقیب	نگہبان ہے
42	ألمُجیبُ	دعا قبول کرنیوالا ہے
43	ألواسع	فراخی دینے والا ہے
44	ألحکیم	ہر کام حکمت سے کرنیوالا ہے۔
45	ألوَدُود	محبت کرنیوالا ہے
46	ألمجید	عالیشان رکھنے والا ہے

47	ألباعث	مُردوں کواٹھانے والا ہے۔
48	ألشهيد	ہر جگہ حاضر ہے
49	ألحق	اس کا وجود خود اسکی ذات ہر شاہد اور سچائیوں کا منبع ہے
50	ألوكيل	حقیقی کارساز ہے
51	ألقوِیُّ	نہایت زورآور ہے
52	ألمتين	بہت بڑی قوت رکھنے والا ہے
53	ألولِیُّ	حمایت کرنے والا ہے
54	ألحميد	سب تعریفوں کا مالک ہے
55	ألمحص	ہر چیز کو گننے والا ہے
56	ألمُبْدئُ	پہلی بار پیدا کرنیوالا ہے
57	ألمعيد	دوسری پیدائش دینیوالا ہے
58	ألمحی	جلانے والا
59	ألمميت	مارنے والا ہے
60	ألحی	زندہ ہے
61	ألقيوم	سب کا سہارا ہے
62	ألواحد	ہر چیز کو پانیوالا ہے
63	ألماجد	نہایت بزرگ ہستی ہے
64	ألقادر	قدرت واختصار رکھنے والا ہے
65	ألمقتدِرُ	سب قدرتیں اسکے قبضہ میں ہیں
67	ألمُؤَخِّر	آگے بڑھانیوالا ہے
68	ألاوّلُ	سب سے پہلا ہے۔
69	ألآخر	سب سے پچھلا ہے
70	ألظاهر	ہر چیز اپنی انتہا میں اسکے وجود کو ظاہر کرتی ہے
71	ألباطن	ہر چیز کی کنہ اسکے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے
72	ألوالی	حکمران ہے
73	ألمتعالی	پاک صفات والا ہے
74	ألبر	اعلیٰ درجہ کا نیک سلوک کرنیوالا ہے

75	ألتواب	توبہ قبول کرنیوالا ہے
76	ألمنعم	انعام دینے والا
77	ألمنتقم	ہر عمل کی مناسب سزا دینوالا ہے
78	ألعفو	درگذر کرنیوالا ہے
79	ألرَّؤوف	نرمی کرنیوالا ہے
80	مالکُ الملک	سلطنت کا ملک ہے
81	ذوالجلال والاِکرام	صاحب عزت وبخشش ہے
82	ألمقسط	صحیح فیصلہ کرنیوالا ہے
83	ألجامع	اکٹھا کرنیوالا ہے
84	ألغنی	تمام حوائج سے مستغنی ہے
85	ألمغی	غنی کرنے والا ہے
86	ألمانع	روکنے والا ہے
87	ألضار	شریر کو اسکے کام کی سزا دیتا ہے
88	ألنافع	فائدہ پہنچانے والا ہے
89	ألنور	روشنی بخشنے والا ہے
90	ألهادی	ہدایت دینے والا ہے
91	ألبديع	ایجاد کرنے والا ہے
92	ألباقی	باقی رہنے والا ہے
93	ألوارث	سب کا وارث ہے
94	ألرشيد	نیک راہ بتانے والا ہے
95	ألصبور	بہت صبر کرنیوالا ہے
96	ذوالعرش	عرش والا ہے
97	ذوالوقار	ہر بات کو دلیل اور غرض کے مطابق کرنیوالا
98	ألمتكلم	کلام کرنے والا
99	ألشافی	شفا دینے والا
100	ألكافی	سب حاجتوں کو پورا کرنیوالا

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن)

قرآن مجید
میں مذکور
عظیم الشان پیشگوئیاں

ازمکرم مولوی عطاء المجیب صاحب لون استاذ جامعہ احمدیہ قادیان

قرآن خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر جو انعامات کئے ہیں ان میں سب سے افضل انعام یہ ہے کہ وہ خود ہی اسکو اپنی طرف آنے کا راستہ بتاتا ہے اور راہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ یہ انعام وہ ابتدائی آفرینش سے اپنے بندوں پر کرتا آرہا ہے۔ اور بالآخر قرآن مجید کی صورت میں اُس نے اس انعام کو اپنی کمیت و کیفیت کے لحاظ سے مکمل کر دیا۔ یہ کامل اور مکمل ضابطہ حیات جہاں ایک طرف بندے کو اپنے معبودِ حقیقی تک پہنچنے کے ذرائع بتاتا ہے وہیں اسکی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق بھی اسکی رہنمائی کرتا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ اپنے منجانب اللہ ہونے اور اپنی کاملیت کے ایسے زبردست دلائل اس کے سامنے پیش کرتا ہے کہ اسکو سرِ تسلیم خم کر کے انکو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں رہتا۔ انہی دلائل میں سے ایک زبردست اور محیر العقول دلیل قرآن مجید کی وہ پیشگوئیاں ہیں۔ جو مختلف حالات و واقعات کے متعلق اس کے اندر ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔ یہ پیشگوئیاں نہ صرف اُس کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں بلکہ دوست دشمن کو حیرانی کے سمندر میں غوطے لگواتی ہے۔

قرآنی پیشگوئیاں محض اٹکلیں اور زبانی تکبندیاں نہیں ہیں۔ بلکہ ایسی ہیں کہ جو عین اپنے مفہوم کے مطابق پوری ہوئی ہیں اور ہورہی ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ پوری ہوتی رہیں گی۔ اس کے برعکس دنیا کے بڑے بڑے علماء اور فلاسفروں کی پیشگوئیاں رائیگاں جاتی ہیں۔ جو اپنی یہ پیشگوئیاں اپنی وسیع تجربات اور مشہور زمانہ کے علم کے بنا پر کرتے ہیں۔ نمونۃً یہاں صرف ایک پیشگوئی کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ جینیوا کے ایک ادارہ نے 1968ء میں ایک پیشگوئی یوں کی کہ

The last buses will have disappeared from cities by the early 1990. They will have been replaced by a system of individual computer operated cabins on rails

(Battel institute of Geneva, 1968)

یعنی 1990 کے دہاکے کے شروع میں شہروں سے آخری بسیں غائب ہوگئی ہونگیں اور ان کی جگہ ایسے سسٹم نے لی ہوگی جس میں انفرادی کیبن پٹریوں پر چل رہے ہوں جو کے کمپیوٹر سے آپریٹ کئے جاتے ہونگے۔ (اور اس طرح سے لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہوں گے)

ہم سب جانتے ہیں کہ اس پیشگوئی میں جن کیبنوں کا ذکر ہے وہ کسی بھی شہر میں نہیں ہیں۔ یہاں تک کے دنیا کے بڑے ترقی یافتہ ممالک کے شہروں میں بھی نہیں ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس پیشگوئی کی بنیاد صرف ظاہری علم ہے۔ لیکن قرآن عالم عالم الغیب خدا کا کلام ہے جو ماضی حال مستقبل پر ہر زمانہ سے با خوبی واقف ہے اس لئے قرآن جو بھی پیشگوئی کرتا ہے۔ وہ پوری ہوکر رہتی ہے۔ اور اس کی تکمیل اظہر من الشمس ہوتی ہے۔ ان عظیم الشان پیشگوئیوں میں سے صرف چند پیشگوئیوں کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی تکمیل سے ایمان والوں کو ایمان ترقی عطا کی ہے۔ اور ہمیشہ ایسے شخص کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں جو سعید ہو اور روحانی بشارت میں سے ذرا بھی حصہ رکھتا ہو۔

ا۔ لفظ قرآن میں پیشگوئی

آیت قرآنی ہے:۔

اِنَّا أَنْزَلْنٰهُ قُرآناً عربیاً لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْن۔ (یوسف رکوع ۱)

یعنی اس (اپنے مطلب کو) خوب واضح کرنے والے قرآن کو یقیناً ہم نے اُتارا ہے تا کہ تم (اس میں) عقل (اور تدبر) سے کام

لو اس آیت میں لفظ ''قرآن'' جو استعمال ہوا ہے یہ عظیم الشان پیشگوئی کا حامل ہے۔ (قرآن کا مطلب ہے کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب۔ چنانچہ اس لفظ کے اندر پیشگوئی مضمر ہے اس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''جب میں نے اس لفظ پر غور کیا تو مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن معنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے۔ اور زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہوگی۔ جب کہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔

(ملفوظات 3 جلد اول صفحہ 386)

پڑھنے کے لائق کتاب ہونے سے جہاں یہ مراد ہے کہ قرآن اپنے مضامین کے لحاظ سے اور حفاظت کے اعلیٰ درجہ تک پہنچنے کے لحاظ سے سب سے لائق ہے۔ وہاں یہ بھی مراد ہے کہ ظاہری اعتبار سے بھی دوسری کتابوں کی نصبت یہی قرآن سب سے زیادہ پڑھا جائے گا۔ چانچہ یہ پیشگوئی کس شان سے ہر روز اور ہر لحظہ پوری ہو رہی ہے۔ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہوا گا جہاں پر روز قرآن پاک کی تلاوت نہیں ہوتی ہو۔ اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں ہوگا جس میں قرآن مجید کی تلاوت نہ ہوتی ہو۔ چاہے لفظی لحاظ ہو چاہے معنوی لحاظ سے۔ دنیا کی کوئی اور کتاب ایسی ہے؟ ہرگز نہیں دنیا کا کوئی گوشہ بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ یہ واحد کتاب ہے جس کے نام میں بھی پیشگوئی ہے۔ اور وہ پیشگوئی پوری بھی ہو چکی ہے۔ اور ہوتی چلی آ رہی ہے۔

۲-قرآن کی حفاظت کی پیشگوئی

کلامِ پاک کی آیت ہے کہ

اِنَّانَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۞ (سورۃ الحجر رکوع ۱)

یعنی اس ذکر کو ہم نے نبی پر اتارا ہے۔ اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔ اس آیت سے واضح ہے کہ اس میں قرآن کی حفاظت کی نہایت ہی عظیم الشان پیشگوئی موجود ہے۔ اور اس پیشگوئی میں اللہ تبارک تعالےٰ نے اتنے تاکیدی الفاظ بیان فرمائے ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت اس پیشگوئی کو پورا ہونے سے روک نہیں سکتی تھی اور امر واقعہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔ اور آئندہ بھی انشاءاللہ رہتی دنیا تک پوری ہوتی رہے گی۔

قرآن کی حفاظت معنوی رنگ میں بھی اور لفظی رنگ میں بھی یہ مفہوم کہ رہنے کے لحاظ سے بھی اور الفاظ کے محفوظ رہنے کے لحاظ سے بھی ہو چکی ہے۔ ہو رہی ہے۔ اور انشاءاللہ ہمیشہ ہوتی رہے گی۔ چنانچہ جہاں ہر صدی میں اللہ نے مجدّدین اور مصلحین پیدا کر کے ان کے ذریعہ اس کے مفہوم کو محفوظ کیا وہاں اس کے الفاظ کے محفوظ رکھنے کا بھی انتظام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی اس کو ضبط تحریر لایا جاتا رہا اور ہزاروں حفاظ نے اس کو زبانی یاد کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت ہی تھوڑے عرصہ میں قرآن کتابی شکل میں دنیا کہ ہر گوشہ میں پہنچ گیا اور اس کے لاکھوں حفاظ تیار ہو گئے۔ اور اس کی حفاظت کی پیشگوئی اتنے عظیم اور حیرت انگیز انداز میں پوری ہوئی کہ اسلام پر طرح طرح کہ اعتراض کرنے والے عیسائی مصنف ولیم میور یہ کہے بغیر رہ نہیں سکا کہ

There is otherwise every security internal and external that we posses that text which Mohammad himself gave forth and used" (Life of Mohammad)

یعنی اس کے علاوہ ہمارے پاس ایک قسم کی ضمانت موجود ہے اندرونی شہادت کی بھی بیرونی شہادت کی بھی کہ یہ کتاب جو ہمارے پاس ہے۔ وہی ہے جو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کی۔ اور اسے استعمال کیا کرتے تھے۔ (بحوالہ تفسیر کبیر جلد ۴)

دنیا کی کوئی کتاب قرآن مجید کا اس بات میں مقابلہ نہیں کر سکتی کہ چاہے مذہبی ہو یا تاریخی یا اور کوئی۔ چنانچہ اس حسرت کا ولیم میور نے یوں اظہار کیا ہے۔

To Compare this pure text with the various readings of our books is to compare things between which their is no anology.

یعنی مسلمانوں کی بالکل پاک اور غیر تبدیل شدہ کتاب اور

ہماری کتب کے مختلف حصوں کے باہمی اختلاف کا مقابلہ کرنا بالکل ایسا ہی کہ جیسے وہ ایسی چیزوں کا مقابلہ کیا جائے جن میں باہمی کوئی مشابہت نہیں (حوالہ تفسیر کبیر)

الفضل ماشھد بہ الاعداء!

۳-ایک عظیم موعود کی پیشگوئی

آیت ہے کہ

وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم ط وھوا لعزیز الحکیم۞

(سورہ الجمعہ رکوع ۱)

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کے آمد کی پیشگوئی ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہیکہ وہ ان لوگوں میں مبعوث ہوگا جو ابھی ان صحابہؓ سے نہیں ملے اس عظیم موعود کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لوکان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ رجل أو رجال من ھؤلاء

(بخاری)

یہ عظیم موعود مسیح موعود اور مہدی موعود کا وجود تھا جیسا کہ صراحت کے ساتھ قرآن کی دوسری آیات اور احادیث میں آیا ہے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی بھی اپنی پوری شان کے ساتھ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت کے رنگ میں پوری ہوئی۔ حضور اپنے دعویٰ کے متعلق فرماتے ہیں۔

”میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں و کفی باللہ شھیداً“

(روحانی خزائن ملفوظات جلد۱)

لیکن افسوس کہ بعض لوگ اب بھی اپنی کج بحثی اور فتنہ پردازی میں مشغول ہیں اور اس عظیم وجود کو ماننے سے محروم ہیں۔

جب کھل گئی سچائی پھر اسکو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیاء یہی ہے

۴-آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے ہجرت اور واپسی کی پیشگوئی

قرآن حکیم کی آیت ہے۔

اِنّ الّذی فرض علیک القرآن لرآدّک الیٰ معاد

(سورۃ القصص آیت رکوع ۱۲)

یعنی وہ خدا جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا ہے اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ تجھے اس مقام کی طرف لوٹا کر جائے گا جس کی طرف لوگ لوٹ لوٹ کر آئے ہیں۔

سورۃ القصص مکی سورۃ ہے۔ اس سورۃ کی اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور بعد میں واپسی کی عظیم الشان پیشگوئی درج ہے اور تاریخ گواہ ھیکہ یہ پیشگوئی ہو بہو پوری ہوئی اور کوئی نہیں جو اسکا انکار کر سکے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے عین مطابق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۳ بنوی میں اپنے وطن مکہ سے اپنے رفیق وحبیب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی اور مندرجہ بالا پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہوا۔ اس کے ۸ ہجری میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دس ہزار قدوسیوں کے ہمراہ ایک عظیم فاتح کی حیثیت سے مکہ میں جس کی طرف لوگ لوٹ لوٹ کر آتے ہیں۔ داخل ہوئے اور پیشگوئی کا دوسرا حصہ بھی نہایت شان وشوکت کے ساتھ پورا ہوا۔ اس دوسرے حصہ کے متعلق بائبل میں بھی ان الفاظ میں پیشگوئی موجود تھی کہ

”خداوند سینا سے آیا۔ شعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے اپنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی“

(استثناء باب ۳۳ آیت ۲،۱)

۵-روم کے غالب آنے کی پیشگوئی

آیت کریم ہے کہ

غلبت الروم فی أدنی الارض و ھم من بعد غلبھم سیغلبون۞ فی بضع سنین. للہ الامر من قبل ومن بعد. یومئذٍ یفرح المؤ منون۞ (روم رکوع ۱)

یعنی رومی لوگ قریب کی زمین میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے

مغلوب ہونے کے بعد پھر چند سال میں دوبارہ غالب آ جائیں گے۔اس واقعہ سے پہلے بھی اللہ کی حکومت ہوگی۔اور بعد میں بھی ۔اس دن مومن اللہ کی مدد سے بہت خوش ہوں گے۔

جس وقت مندرجہ بالا آیت کا پیشگوئی کے رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول ہوا۔اس وقت روم اور فارس کی مملکتیں بر سر پیکار تھیں۔ چنانچہ اس پیشگوئی میں خبر دی گئی کہ روم پہلے مغلوب ہو جائے گا اور مغلوب ہونے کے بعد اسکو فارس پر فتح ہوگی اور چند سالوں کے اندر یہ واقعہ رونما ہوگا اور اسکی علامت یہ بتائی گئی کہ مومنین اللہ کی مدد سے خوش ہونگے۔اس پیشگوئی کے وقت فارس کی افواج روم کو دباتی چلی جاتی تھیں اور بہت سے رومی علاقے فارس نے چھین لئے تھے اور بظاہر روم کے لئے کوئی امید نظر نہیں آتی تھی لیکن ابھی نو سال نہیں گزرے تھے کہ جنگ نے یکلخت پلٹا کھایا اور روم نے فارس کو شکست پر شکست دے کر اپنا سارا علاقہ واپس چھین لیا۔اور جنگ کا اختتام روم کی فتح پر ہوا۔ یہ وہی ایام تھے جبکہ صحابہ کرامؓ نے قریشِ مکہ کو بدر کے میدان میں شکست دی تھی اور خوشیاں منا رہے تھے۔اس طرح سے اس عظیم الشان قرآنی پیشگوئی کے تینوں حصے؛ روم کا مغلوب ہونا، غالب آنا اور مومنین کی خوشی نہایت واضح رنگ میں پورے ہوئے اور مومنوں کے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئے۔اس پیشگوئی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اب غور کر کے دیکھو یہ کیسی حیرت انگیز اور جلیل القدر پیشگوئی ہے۔ایسے وقت میں یہ پیشگوئی کی گئی جب مسلمانوں کی کمزور اور ضعیف حالت خود خطرہ میں تھی نہ کوئی سامان تھا نہ طاقت تھی۔ ایسی حالت میں مخالف کہتے تھے کہ یہ گروہ بہت جلد نیست و نابود ہو جائیگا۔مدت کی قید بھی اس میں لگا دی اور پھر یومئذ یفرح المؤمنون کہہ کر دوسری پیشگوئی بنا دی۔یعنی جس روز رومی فارسیوں پر غالب آئیں گے۔اسی دن مسلمان بھی باقرار ہو کر خوش ہوں گے۔چنانچہ جس طرح یہ پیشگوئی کی تھی اسی طرح بدر کے روز پوری ہوگئی۔ادھر رومی غالب ہوئے اور ادھر مسلمانوں کو فتح ہوئی“۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۲)

۶۔ارض مقدس پر بنی اسرائیل کے قابض ہونے کی پیشگوئی

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بنی اسرائیلیوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۞ (بنی اسرائیل ۱۰۵)

یعنی جب پچھلی بار کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آئے گا تو ہم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے۔

اس آیت کریمہ میں بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے جو پیشگوئی کی گئی ہے اسکی تفصیل میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں جو 'وعد الآخرۃ' آیا ہے یہ مسلمانوں کے دوسرے عذاب کے متعلق ہے کیونکہ بنی اسرائیل کے دو عذابوں کا ذکر سورۃ کے شروع میں آ چکا ہے حضورؓ آگے فرماتے ہیں کہ

”اور اس جگہ وعد الآخرۃ سے مراد مسلمانوں کے دوسرے عذاب کا وعدہ ہے اور بتایا ہے کہ مسلمانوں پر جب یہ عذاب آئے گا کہ دوسری دفعہ ارض مقدس کچھ عرصہ کے لئے ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ پھر تم کو اس روک میں واپس لے آئیگا۔ چنانچہ دیکھ لو اسی طرح واقع ہوا۔جس طرح بخت کے وقت میں پہلی دفعہ ارض مقدس یہود کے ہاتھ سے نکلی۔اسی طرح صلیبی جنگوں کے وقت میں مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلی۔ پھر جب موسیٰؑ سے تیرہ سو سال بعد حضرت مسیح کے صلیب کے واقع کے بعد جبکہ گویا وہ بظاہر اس ملک کے لوگوں کے لئے مر گئے تھے۔بنی اسرائیل کو ارض مقدس سے دوبارہ بے دخل کر دیا گیا۔اسی طرح اس زمانہ میں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اتنا ہی عرصہ گذرا ہے مسلمان کی حکومت پھر ارض مقدس سے جاتی رہی ہے اور جیسا کہ قرآن نے فرمایا تھا مسلمانوں کا دوسرا عذاب یہود کے لئے ارض مقدس میں واپس آنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۳۹۷، ۳۹۸)

۷۔ریل موٹر ہوائی جہاز وغیرہ کی پیشگوئی

قرآن مجید کی آیت ہے

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً ط
وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ (نحل:۹)

یعنی اور اُس نے گھوڑوں خچروں اور گدھوں کو بھی تمہاری سواری کے لئے نیز زینت وشان کے لئے پیدا کیا ہےاور آئندہ بھی تمہارے لئے سواری کا مزید سامان جسے تم ابھی نہیں جانتے پیدا کریگا۔

ایک اور جگہ سورۃ تکویر میں اللہ فرماتا ہے کہ ’’واذا العشار عُطِّلت‘‘ یعنی جب دس ماہ کی گابھن اُونٹنیاں آوارہ چھوڑ دی جائیں گی۔

ان دونوں آیات میں آج سے پندرہ سو سال قبل اس بات کی پیشگوئی کی گئی تھی کہ آج اُونٹ گھوڑے خچر اور گدھے سواری باربرداری وغیرہ کے لئے استعمال کئے جارہے ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد مزید چیزیں ان کاموں کے لئے پیدا کی جائینگی۔ انہی سواریوں کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا گدھا رکھا ہے۔ چنانچہ جب ہم اس موجودہ زمانہ کے حوالے سے اس پیشگوئی کی تکمیل کے متعلق غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ریل، موٹر، ہوائی جہاز اور اسی طرح کی دوسری ایجادات نے اس پیشگوئی کو اس شان کے ساتھ پورا کیا ہے کہ شاید ہی عرب میں اب کوئی اُونٹوں پر سفر کرتا ہو یا اُونٹوں پر اُس کا دارومدار ہو جبکہ اُس زمانے میں یہ حال تھا کہ سواری اور باربرداری کے لئے سارا دارومدار ہی انہی پر تھا۔

۸۔موجودہ زمانے کی ایجادات اور انکشافات

قرآن مجید میں موجودہ زمانے کی ایجادات اور انکشافات کے متعلق بھی بے شمار پیشگوئیاں موجود ہیں چند ایک کا اختصار کے ساتھ یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝ ......وَاِذَا الصُّحُفُ
نُشِرَتْ ۝......وَاِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝ (تکویر:۶،۱۱،۱۲)
وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝ (سورۃ انفطار رکوع۱)

یعنی اور جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے اور جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی اور جب آسمان کی کھال اتاری جائے گی اور جب قبریں اکھیڑ کر ادھر اُدھر بکھیر دی جائیں گی۔ اور جو کچھ اس میں (زمین) میں ہے وہ اسکو نکال پھینکے گی اور خالی ہو جائے گی۔

ان آیات میں موجودہ زمانہ میں ہونے والی ترقیات کی عظیم الشان پیشگوئیاں موجود ہیں۔ چنانچہ یہ ساری پیشگوئیاں نہایت صراحت اور وضاحت کے ساتھ پوری ہو چکی ہیں۔ چڑیا گھروں کے وجود، پریس اور کتابوں کی بکثرت اشاعت، علم ہیئت کی ترقی۔ علم اثار قدیمہ ترقی اور علم طبقات الارض کی ترقی کے ذریعہ یہ ساری پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور ایک سطحی علم رکھنے والا شخص بھی اس کا منکر نہیں ہوسکتا۔

مذکورہ بالا پیشگوئیوں کے علاوہ بھی قرآن مجید میں بے شمار پیشگوئیاں موجود ہیں جو قرآن مجید کی صداقت اور عظمت کی پُر تصدیق ثبت کرتی ہیں۔ خاکسار نے اختصار کے ساتھ چند پیشگوئیوں کا یہاں ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے اپنی عظمت ہو بہو پوری ہونے کے ذریعہ واضح کر دی ہے۔ مخالف قرآن اور مخالف اسلام کے سامنے یہ ایک عظیم الشان حجت ہے جس سے اُسکو کوئی جائے فرار نہیں۔ دل کے بہلاوے کے لئے وہ ادھر اُدھر کی باتیں ضرور کرسکتا ہے لیکن حقیقت سے بھاگ نہیں سکتا۔ اللہ ان مخالفوں کی آنکھیں کھولے اور اُن کو قرآن کی شان اور عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہمیں بھی محض اپنے فضل سے قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے توفیق وسعادت عطا فرمائے اور اس کا ہر لفظ ہمارے ایمانوں کو جلاء بخشے (آمین)

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

’’غرض جہاں تک دیکھا جائے قرآن شریف کی پیشگوئیاں بڑے اعلیٰ درجہ پر واقع ہوئی ہیں اور کوئی کتاب اس رنگ میں ان پیشگوئیوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی کیونکہ یہ پیشگوئیاں یہی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں پوری ہو گئی تھیں۔ بلکہ ان کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ چنانچہ بہت سی پیشگوئیاں تھیں۔ جو اب پوری ہو رہی ہیں۔ اور بہت ابھی باقی ہیں جو آئندہ پوری ہوں گی۔‘‘

(ملفوظات جلد۲ صفحہ۳۲)

قرآن مجید اور فلکیات

...... صمد احمد غوری

یہ ایک مسلّم امر ہے کہ اس دور میں صرف قرآن مجید ہی وہ واحد الٰہی کتاب ہے جو اپنے وقت نزول سے لیکر آج تک غیر محرّف اور غیر مبدّل چلی آرہی ہے اور خدائی وعدہ کے مطابق قیامت تک اس کی یہی ممتاز شان رہے گی۔ اس کے ساتھ ہی قرآن مجید کا یہ بھی ایک عظیم الشان چیلنج ہے کہ: لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ (سورۃ حم السجدہ:۴۳) یعنی ”جھوٹ اُس تک نہ سامنے سے پہنچ سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔ بہت صاحبِ حکمت، بہت صاحبِ تعریف کی طرف سے اس کا اُتارا جانا ہے۔“ گویا زمانہ ترقی کے جس دور سے بھی گزر رہا ہو قرآن مجید کا یہ دعویٰ ہے کسی میں یہ ہمت نہیں ہوگی کہ وہ اس کی کسی بھی آیت کو غلط یا دقیانوسی قرار دے سکے۔ یہ عظیم الشان دعویٰ کسی انسان کی طرف سے نہیں ہوسکتا بلکہ صرف اور صرف خدائے علیم وخبیر ہی کرسکتا ہے۔ موجودہ دور کے بھی کئی ایسے عظیم الشان انکشافات ہیں جو سائنسدانوں نے اپنی انتھک محنتوں کے بعد کئے ہیں جبکہ وہی باتیں چودہ سو سال پہلے سے قرآن مجید میں موجود ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی معرکۃ الاراء تصنیف Revelation Rationality Knowledge and Trurh نہایت ہی قیمتی معلومات پر مشتمل ہے۔ چنانچہ اس مضمون کا بھی بیشتر حصہ اسی کتاب کے بعض مضامین سے ملخص ہے۔

زمین کی گردش

قرآن مجید کے نزول کے وقت تمام سائنسی علماء اور مذہبی رہنماؤں کا یہ متفقہ خیال تھا کہ زمین ساکت و غیر متحرک ہے اور سورج و دیگر اجرام سماوی اس کے اطراف گردش کررہے ہیں۔ سب سے پہلے 16ویں صدی عیسوی میں کوپرنکس Copernicus نے یہ نظریہ پیش کیا کہ زمین اور دوسرے سیارے سورج کے گرد گھوم رہے ہیں۔ بعد میں 1609ء میں جب گیلیلیو Galileo نے دوربین ایجاد کی تو اس نظریہ کو تقویت حاصل ہوئی۔ لیکن قرآن مجید نے اس سے بہت پہلے زمین کو متحرک قرار دیتے ہوئے اس کی حرکت کا بڑی ہی خوبصورتی سے یوں ذکر کیا ہے:

وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ (النمل: ۸۹) یعنی ”اور تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اس حال میں کہ انہیں ساکن و جامد گمان کرتا ہے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں۔ (یہ) اللہ کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔“

اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہاڑ زمین میں ایسی مضبوطی سے پیوست ہیں کہ ان کو زمین سے اکھاڑ کر باہر نہیں پھینکا جا سکتا۔ پس آیت کا مطلب یہی ہے کہ دراصل زمین گھوم رہی ہے۔ جس کے ساتھ پہاڑ بھی گھوم رہے ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن مجید مجموعی طور پر تمام اجرام فلکی کا اپنے اپنے محور پر پیہم گھومتے رہنے کا بھی انکشاف اس طرح فرماتا ہے: کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ (الانبیاء: ۳۴) یعنی: ”یہ سب آسمانی سیارے اپنے محور میں بے روک چل رہے ہیں۔“

سورج اور چاند کی گردش

قرآن مجید سورج کی خاص گردش کا بھی حیرت انگیز انکشاف کرتا ہے۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ (یٰسٓ: ۳۹) یعنی ’اور سورج (ہمیشہ) اپنی مقررہ منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ یہ کامل غلبہ والے (اور) صاحب علم کی (جاری کردہ) تقدیر ہے‘

اس سے اگلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باوجود یہ کہ سب گردش کررہے ہیں مگر کوئی کسی دوسرے کی راہ میں مخل نہیں ہے:

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ۞ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَلَا

الَّیۡلُ سَابِقُ النَّھَارِ (یٰسٓ: ۴۰-۴۱) ''اور چاند کے لئے بھی ہم نے منازل مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے۔''

پھر قرآن مجید یہ بھی بیان کرتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز ایک مقررہ میعاد کی طرف رواں دواں ہے: کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی (الرعد: ۳) ''ہر چیز ایک معین مدت تک کے لئے حرکت میں ہے۔'' یعنی ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور تمام اجرام فلکی کا مرجع واحد کی طرف رجوع کو اس سے بہتر الفاظ میں نہیں بیان کیا جا سکتا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ (البقرہ: ۱۵۸) ''ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

کائنات لگاتار پھیل رہی ہے

کائنات کے لگاتار پھیلتے جانے کا نظریہ سب سے پہلے 1929ء میں Edwin Hubble نے قائم کیا جس کو تمام سائنسدانوں نے قبول کیا۔ جب کہ اس سے قریباً 13 سو سال قبل یہی انکشاف قرآن مجید میں نہایت ہی وضاحت سے وارد ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالسَّمَآءَ بَنَیۡنٰھَا بِاَیۡدٍ وَّ اِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ (الذاریات: ۴۸) ''اور ہم نے آسمان کو ایک خاص قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم وسعت دینے والے ہیں۔''

کائنات کی ابتداء اور اس کا اختتام

سائنس دانوں کے اس انکشاف نے کہ کائنات لگاتار پھیلتی جا رہی ہے ان کی توجہ اس اہم مسئلہ کی طرف مبذول کروائی کہ کس طرح درجہ بدرجہ اس کائنات کی ابتداء ہوئی اور کیسے اس کا اختتام ہوگا۔ چنانچہ اس راہ میں ان کی مزید تحقیقات نظریہ big bang کے قیام کا پیش خیمہ بنی۔ قرآن مجید ان تمام سوالات کے جوابات نہایت ہی حسین پیرائے میں دیتا ہے: اَوَلَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰھُمَا وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ (الانبیاء: ۳۱) ''کیا انہوں نے دیکھا نہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے پھر ہم نے ان کو پھاڑ کر الگ کر دیا اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔ تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے۔''

لفظ رَتۡقًا کے دو معنی ہیں جو اس موضوع پر بہت گہری روشنی ڈالتے ہیں۔ (۱) کسی چیز کا ایک جگہ جمع ہو کر اپنے آپ کو ایک ہی وجود میں اُنڈیل دینا۔ (۲) مکمل اندھیرا۔ یہ دونوں معانی Black hole کے تصور کی پوری طرح سے منظر کشی کرتے ہیں۔

بلیک ہول (Black Hole)

بلیک ہول ایک ایسا مقام ہے جو عظیم الشان کشش کے ذریعہ بکھرے ہوئے اجرام فلکی کے اکٹھا ہونے سے بن جاتا ہے۔ بلیک ہول کی کشش ایسے بڑے بڑے ستاروں کو بھی اپنے اندر لے لیتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ ایک دوسرے سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے سالمات اور ذرات کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اس وقت کو Event Horizon کہتے ہیں۔ یہ کشش اتنی طاقتور ہو جاتی ہے کہ کائنات میں موجود ہر قسم کی شعاؤں کو بھی کھینچ لیتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی جگہ روشنی بھی ہو تو وہ بھی اس سے نہیں بچ سکتی ہے اور ہر طرف ایک مکمل اندھیرا ہو جاتا ہے۔ یہاں رَتۡقًا کے ایک معنی جو کہ مکمل اندھیرے کے ہیں پوری طرح چسپاں ہوتے ہیں۔

بلیک ہول جب پیدا ہوتا ہے تو بہت تیزی سے بڑھتا جاتا ہے اور دور دور کے ستارے بھی اس کی کشش سے اس کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں اور اپنے آپ کو اس بلیک ہول میں اُنڈیل دیتے ہیں۔ پس اس طرح رَتۡقًا کے دوسرے معنی بھی یہاں پوری صفائی سے چسپاں ہوتے ہیں۔ پھر سائنسدانوں میں کا یہ بھی نظریہ ہے کہ ڈوبی ہوئی کائنات دوبارہ اسی منفرد مقام سے وجود پزیر ہوتی ہے گویا بلیک ہول وائٹ ہول (white hole) میں تبدیل ہو کر اپنے گم گشتہ مواد کو دوبارہ پھینک دیتا ہے۔

قرآن مجید اس منظر کو یوں بیان فرماتا ہے: یَوۡمَ نَطۡوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلۡکُتُبِ کَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِیۡدُہٗ وَعۡدًا عَلَیۡنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیۡنَ (الانبیاء: 105) ''جس دن ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے جیسے دفتر تحریروں کو لپیٹتے ہیں۔

جس طرح ہم نے پہلی تخلیق کا آغاز کیا تھا اس کا اعادہ کریں گے یہ وعدہ ہم پر فرض ہے یقیناً ہم یہ کر گزرنے والے ہیں۔'' یہ آیت بڑی ہی وضاحت سے بتلا رہی ہے کہ کائنات ہرگز دائمی نہیں بلکہ جس قدر اجرام سماوی یا دیگر چیزیں ہیں وہ کسی وقت ایک عظیم الشان کشش کے نتیجے میں ایک چادر کے لپٹے جانے کی طرح بلیک ہول میں آ کر ضم ہو جائیں گے۔ گویا کائنات کی صف لپیٹ دی جائیگی جب کہ بلیک ہول کا مرکزی حصہ بھنور کی مانند لگاتار گھومتا رہے گا اور پھر سب کچھ ختم ہو جانے کے بعد بلیک ہول بھی غائب ہو جائے گا۔ اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ اس آیت میں کائنات کے اعادہ کا وعدہ فرماتا ہے کہ جس طرح سب سے پہلے اس کی شروعات کی گئی تھی اُسی طرز پر کائنات کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ گویا بلیک ہول کسی وقت white hole میں تبدیل ہو کر پھر سے ایک کائنات کو آراستہ کرے گا۔

قابل ذکر بات ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کائنات کی بار بار تخلیق ہونے کے بارہ میں 1904ء میں ہی فرما چکے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں: ''اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (سورۃ الحج:۴۸) یعنی ایک دن خدا کا ایسا ہے جیسا تمہارا ہزار برس ہے۔ پس چونکہ دن سات ہیں اس لئے اس آیت میں دنیا کی عمر سات ہزار برس قرار دی گئی ہے۔ لیکن یہ عمر اس آدم کے زمانہ سے ہے جس کی ہم اولاد ہیں۔ خدا کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی دنیا تھی۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ لوگ کون تھے اور کس قسم کے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سات ہزار برس میں دنیا کا ایک دور ختم ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اور اسی امر پر نشان قرار دینے کے لئے دنیا میں سات دن مقرر کئے گئے تا ہر ایک دن ایک ہزار برس پر دلالت کرے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ دنیا پر اس طرح کتنے دَور گزر چکے ہیں اور کتنے آدم اپنے اپنے وقت میں آ چکے ہیں۔ چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے۔ لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں ہے۔ افسوس کہ حضرات عیسائیاں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کیا اور زمین و آسمان بنائے اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ کے لئے معطّل اور بے کار تھا اور ازلی طور پر معطّل چلا آتا تھا۔ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کوئی صاحب عقل اس کو قبول نہیں کرے گا۔ مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے اگر چاہے تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کر کے پھر ایسے ہی بنا دے'' (روحانی خزائن جلد 20 لیکچر لاہور صفحہ 38)

زمین سے باہر زندگی:

علم فلکیات میں ایک تحقیق یہ کی جا رہی ہے کہ زمین کے علاوہ اتنی وسیع کائنات میں کہیں اور بھی زندگی کا امکان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثابت فرمایا ہے کہ یہی انکشاف قرآن مجید میں آج سے چودہ سو سال قبل نہایت ہی صریح الفاظ میں فرما دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (الطّلاق: ۱۳) ''اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمینوں میں سے بھی ان کی طرح ہی۔''

یاد رکھنا چاہئے کہ عربی میں سات یا ستّر کا عدد متعدد کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ایک اور آیت میں فلکی زندگی کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے کہ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ (الشوریٰ: ۳۰) ''اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور جو اس نے ان دونوں میں چلنے پھرنے والے جاندار پھیلا دئے اور وہ انہیں اکٹھا کرنے پر خوب قادر ہے جب وہ چاہے گا۔''

دَآبَّةٌ سے مراد صرف وہی جاندار ہوتے ہیں جو زمین کی سطح پر رینگتے یا چلتے پھرتے ہیں۔ ہوا میں اُڑنے والے جانور دابۃ کے زمرہ میں شامل نہیں ہوتے اور نہ ہی اس سے مراد کسی قسم کی روحانی یا غیر مرئی مخلوقات ہوتی ہیں۔ پس اس آیت کا دوسرا حصہ کرۂ ارض سے باہر زندگی ہونے کے نہ صرف امکانات کا پتہ دے رہا ہے بلکہ حتمی طور پر اعلان کر رہا ہے کہ زمین سے باہر بھی کہیں زندگی موجود ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی پیشگوئی فرما دی ہے کہ جب قادر مطلق خدا چاہے گا تو زمین کے لوگوں کو اور اس سے باہر

کی مخلوق کوملا دے گا۔ یہ ملن کب اور کیسے ہوگا؟ آیا مواصلاتی نظام کے ذریعہ روابط قائم کئے جائیں گے یا بالمشافہ ملاقات ہوگی اس کی تصریح نہیں فرمائی۔ بہر حال قرآن مجید آج بھی سائنس سے آگے ہے جیسا کہ اس آیت میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن ان دونوں کے درمیان رابطہ قائم کردے گا اور یہ ہو کر رہے گا کیونکہ سائنسی تجربات آج تک قرآن مجید کی کسی بھی پیشگوئی کو غلط ثابت نہ کرسکے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تو آج سے 107 سال قبل قرآن مجید سے ہی یہ انکشاف فرمایا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''اور فرمایا ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یعنی وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا بھی پیدا کرنے والا اور روحوں کو بھی پیدا کرنے والا۔ رحم میں تصویر کھینچنے والا ہے۔ تمام نیک نام جہاں تک خیال میں آسکیں سب اُسی کے نام ہیں۔ اور پھر فرمایا یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (الحشر:۲۴) یعنی آسمان کے لوگ بھی اُس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں۔'' (اسلامی اُصول کی فلاسفی صفحہ 92)

آسمان میں راستے:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُکِ (الذّاریات:۸) یعنی ''قسم ہے راستوں والے آسمان کی''۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''اُس آسمان کو گواہ ٹھہرایا گیا جو فضائی راستوں والا آسمان ہے۔ چنانچہ آج نظر اُٹھا کر دیکھیں تو ہر جگہ جہازوں کے راستوں کے نشان ملتے ہیں۔'' (اردو ترجمہ قرآن کریم تعارف سورۃ الذاریات صفحہ۹۴۳۔ ایڈیشن جولائی ۲۰۰۲ء)

اسی طرح قرآن مجید میں مذکور ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا. فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا. وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا. فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا. (المرسلات: ۲-۵) یعنی ''قسم ہے پے بہ پے بھیجی جانے والیوں کی۔ پھر بہت تیز رفتار ہوجانے والیوں کی۔ اور (پیغام کو) اچھی طرح نشر کرنے والیوں کی۔ پھر واضح فرق کرنے والیوں کی۔''

ان آیات میں بڑی وضاحت سے آسمانی راستوں، ہوائی جہازوں اور خاص مقاصد کے لئے بھیجے جانے والے Sattellites کی پیشگوئی ہے۔لیکن دوسری آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَ یُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ. دُحُوْرًا وَّلَھُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ. (سورۃ الصافات:۱۰-۹) یعنی ''وہ ملاءِ اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکیں گے اور ہر طرف سے پتھراؤ کئے جائیں گے۔ اس حال میں کہ دھتکارے ہوئے ہیں اور ان کے لئے چمٹنے والا عذاب (مقدر) ہے۔
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''ان آیات میں کائنات کے ظاہری نظام کا بھی ذکر ہے کہ کس طرح زمین کی فضا زمین پر ہمیشہ برسنے والے Meteors کو فضا ہی میں جلا کر خاک کر دیتی ہے اور اس کے جلنے سے پیچھے ایک شعلہ دور تک لپکتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔''
(اردو ترجمہ قرآن کریم صفحہ ۷۸۵۔ ایڈیشن جولائی ۲۰۰۲ء)

قرآن مجید میں Asteriods کا ذکر:

یُقْذَفُوْنَ کے معنی پتھراؤ کئے جانے کے ہیں۔ اس لحاظ سے اس آیت میں Asteroids کا بھی ذکر معلوم ہوتا ہے۔ Asteroids بڑے بڑے چٹانوں کی مانند وہ پتھریلے اجرام ہیں جو ہمارے نظام شمسی میں کثیر تعداد میں ہیں جو باقی سیاروں کی طرح ہمہ تن محو گردش ہیں۔ چونکہ ان کا حجم عموماً Planets سے چھوٹا ہوتا ہے اس لئے ان کو Minor Planets بھی کہتے ہیں۔ یہ زیادہ تر Mars اور Jupiter کے درمیان پائے گئے ہیں۔ سب سے پہلا اور اب تک کا سب سے بڑا Asteroid کا انکشاف 1801ء میں G. Piazzi نے کیا۔ اس کو Ceres کا نام دیا گیا ہے۔

انسان کا نظام کائنات میں دخل دینا ممکن ہے:

قرآن مجید میں جہاں آسمانی راستوں کا انکشاف اور ان کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی موجود ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے وہیں یہ بھی ذکر ہے کہ انسان کائنات کی خبریں لینے کی کوشش تو کرے گا لیکن محفوظ راکٹوں میں سفر کرنے والے ان انسانوں پر ہر طرف سے پتھراؤ کیا جائے گا اور وہ سماء الدنیا سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ نیز فرمایا کہ: یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ....يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ (سورۃ الرحمٰن:۳۴و۳۶) یعنی ''اے جن وانس کے گروہ! اگر تم استطاعت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر نکل سکو تو نکل جاؤ۔ تم نہیں نکل سکو گے مگر ایک غالب استدلال کے ذریعہ .....تم دونوں پر آگ کے شعلے برسائے جائیں گے اور ایک طرح کا دھواں بھی۔ پس تم دونوں بدلہ نہ لے سکو گے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کی تفسیر میں فرمایا کہ:

''یہاں خاص طور پر قابل غور بات یہ ہے کہ صرف اقطار الارض نہیں فرمایا گیا بلکہ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فرمایا ہے یعنی ساری کائنات کو ایک ہی چھلانگ میں پار کرنے کی کوشش کریں گے۔ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ سے مراد یہ ہے کہ وہ کوشش کریں گے مگر صرف مضبوط استدلال کے ذریعہ کامیاب ہوسکیں گے۔ یہی حال اس زمانہ میں ہے۔ زمین و آسمان پر غور کرنے والے سائنسدان بیس بلین روشنی کے سالوں تک دور کی خبریں محض اپنے غالب استدلال کے ذریعہ معلوم کر لیتے ہیں۔ جسمانی طور پر ان کے لئے یہ ناممکن ہے۔ خلانورد سائنسدان جب راکٹوں میں بیٹھ کر سماء ارض کو عبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان پر اسی طرح شعلوں اور ایک طرح کے دھوئیں کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔''

(اردو ترجمہ قرآن کریم صفحہ ۹۷۸ - ایڈیشن جولائی ۲۰۰۲ء)

کائنات کی عمر کا حیرت انگیز انکشاف:

سائنسدانوں نے اس زمانہ میں علوم میں اس قدر ترقی کر لی ہے کہ انہوں نے کائنات کی عمر تک کا پتہ لگا لیا اور ان کے نزدیک اس کی عمر دس سے بیس بلین سال تک ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ: يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (سورۃ السجدۃ:۶) یعنی ''وہ فیصلے کو تدبیر کے ساتھ آسمان سے زمین کی طرف اتارتا ہے۔ پھر وہ ایک ایسے دن میں اس کی طرف عروج کرتا ہے جو تمہاری گنتی کے لحاظ سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔'' اسی طرح ایک اور آیت میں فرمایا کہ: تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (سورۃ المعارج:۵) یعنی ''فرشتے اور روح اس کی طرف ایک ایسے دن میں صعود کرتے ہیں جس کی گنتی پچاس ہزار سال ہے۔'' حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یہاں جس بلندی کا ذکر فرمایا گیا ہے اس پر ایک ایسی سائنسی شہادت ملتی ہے جس کا اس سورت میں خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ والی آیت میں ذکر ہے کہ فرشتے اس کی طرف پچاس ہزار سال میں عروج کرتے ہیں۔ اب پچاس ہزار سال میں عروج کرنے کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ اوّل: ظاہراً پچاس ہزار سال۔ اگر یہ معنی لئے جائیں تو اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دنیا میں ہر پچاس ہزار سال بعد ایسی موسمی تبدیلی واقع ہوتی ہے کہ ساری زمین برفانی تودوں سے ڈھک جاتی ہے اور پھر از سر نو تخلیق کا آغاز ہوتا ہے۔

دوسرے یہ قابلِ توجہ بات ہے کہ یہاں مِمَّا تَعُدُّوْنَ نہیں فرمایا۔ قرآن کریم کی ایک دوسری آیت جس میں ایک ہزار سال کا ذکر ہے، (سورۃ سجدہ:۶) وہ اس کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے تو مطلب یہ بنے گا کہ جو تم لوگوں کی گنتی ہے اس کے اگر ایک ہزار سال شمار کئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کا ہر دن اُس ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ اور اگر ہر دن کو ایک سال کے دنوں سے ضرب دی جائے اور پھر اس کو پچاس ہزار سال کے دنوں سے ضرب دی جائے تو جو اعداد بنتے ہیں وہ اللہ کے دنوں کی مدّت کی تعیین کرتے ہیں۔ پس اس حساب سے اگر پچاس ہزار سال کو جو اللہ تعالیٰ کے دن ہیں اُسے ضرب دی جائے تو اٹھارہ سے بیس بلن سال بن جائیں گے جو سائنسدانوں کے نزدیک کائنات کی عمر ہے۔

(18,250,000,000 = 365 X 50000 X 1000)

یعنی ہر کائنات اس عمر کو پہنچ کر پھر عدم میں ڈوب جاتی ہے اور اس کے بعد پھر عدم سے وجود پیدا کیا جاتا ہے۔"

(اردو ترجمہ قرآن کریم تعارف سورۃ معارج صفحہ۱۰۷۲ -ایڈیشن جولائی ۲۰۰۲ء)

الغرض قرآن مجید زندہ خدا کی کامل اور جامع کتاب ہے جس میں خدائے علیم وخبیر نے بیشمار قدیم اور جدید معلومات بھر دئے ہیں جن کی چند مثالیں مذکورہ بالا آیات ہیں ۔ اگر یہ کلام خدا کی طرف سے نہیں تو ۱۴۰۰ سال قبل عرب کے اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ حیرت انگیز علوم کیوں کر آشکار ہو سکتے تھے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

یا الٰہی ترا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

۲۷واں سالانہ اجتماع

مجلس انصاراللہ بھارت قادیان ۲۰۰۴ء

مورخہ یکم، دو اور تین اکتوبر کو منعقد ہوگا، انشاء اللہ

جملہ اراکین مجالس انصاراللہ بھارت کی اطلاع کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت ۲۷ویں سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ بھارت کے انعقاد کے لیے یکم، ۲ اور ۳/ اکتوبر ۲۰۰۴ء (بروز جمعہ - ہفتہ - اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

جملہ اراکین مجلس انصاراللہ بھارت سے درخواست ہے کہ ابھی سے نیّت کر کے تیاری شروع کر دیں اور اِس اجتماع کی ہر جہت سے کامیابی کے لیے دعائیں بھی کرتے رہیں۔ اجتماع سے متعلق ضروری ہدایات مجالس کو بھجوائی جا رہی ہیں۔

صدر مجلس انصاراللہ بھارت

داستانِ درویش
بزبانِ درویش

از محترم بشیر احمد صاحب مہار درویش قادیان

خاکسار بشیر احمد مہار کی پیدائش موضع میاں خاناں والی مہاراں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ میرے والد بزرگوار کا نام حاجی خدابخش تھا۔ گاؤں میں ہی میں نے ساتویں کلاس تک تعلیم حاصل کی بعد میں اپنے والد صاحب کے ساتھ کاشتکاری کے کام میں مدد کرنے لگا۔ ۱۹۴۲ء میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریک فرمائی کہ احمدی نوجوان فوج میں بھرتی ہوں۔ ہم دو بھائی تھے۔ ہم دونوں ہی بھرتی ہونے کے لیے چلے گئے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ افسر بھرتی تھے۔ انہوں نے ہم دونوں بھائیوں کو بھرتی کر لیا۔ اس وقت ایک دوست نے حضرت میاں صاحب سے عرض کیا کہ مکرم حاجی خدا بخش صاحب کے دو ہی لڑکے ہیں دونوں کو بھرتی کر لیا گیا تو گھر میں حاجی صاحب کے ساتھ اپنے گھر کا زمیندارہ کام سنبھالنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اس پر حضرت میاں صاحب نے میرے بڑے بھائی کو مستثنیٰ کر دیا اور مجھے بھرتی کر لیا گیا۔ ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۶ء میں نے ملٹری میں سروس کی۔ جنگ بند ہونے کے بعد جب فوج میں چھانٹی کی گئی اور جن کی سروس کم تھی انکو فارغ کر دیا گیا۔ میں بھی فارغ ہو کر گھر آ گیا اور اپنے زمیندارہ کام میں والد صاحب اور بڑے بھائی صاحب کے ساتھ کام کرنے لگا۔

جنگ بند ہوتے ہی آزادی کی تحریک زور پکڑ گئی تھی اور ۴۷ء میں تو یہ تحریک عروج پر تھی۔ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کی طرف سے قرارداد مقاصد پاس ہونے کے بعد پاکستان کا مطالبہ بھی زور پکڑتا جا رہا تھا۔ کانگرس نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح مسلمان اپنے الگ وطن کا مطالبہ چھوڑ دیں۔ اس کے لیے لارڈ ویول کی تجویز پر ۱۹۴۶ء میں کانگرس مسلم لیگ کی کولیشن وزارت بھی بنا کر انٹرم گورنمنٹ بنا کر تجربہ کیا گیا کہ شاید اس طریق پر دونوں بڑی سیاسی پارٹیاں ایک پلیٹ فارم پر آ کر متحد ہو جائیں مگر یہ تجربہ ناکام رہا اور چند ماہ کے بعد یہ حکومت ٹوٹ گئی۔ ادھر برطانیہ میں جنگ کے بعد نئے انتخابات ہو کر لیبر پارٹی برسر اقتدار آ چکی تھی۔ مسٹر چرچل کی جگہ برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر ایٹلے مقرر ہوئے۔ انہوں نے چارج سنبھالتے ہی لارڈ ویول کو تبدیل کر کے ہندوستان کا وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو مقرر کر دیا اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے حالات کا جائزہ لے کر پارلیمنٹ کو یہ تجویز دی کہ تقسیم ہند کا عمل ناگزیر ہے۔ اس پر پارلیمنٹ نے ایک عبوری آئین کے ذریعہ تقسیم ہند کا فیصلہ کر دیا اور اس پر عمل درآمد کے لیے ایک کمیشن جس کو ریڈ کلف کمیشن کہا جاتا ہے مقرر کر دیا۔ اس کمیشن نے کئی ماہ تک مختلف سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں کے بیانات لیکر بعد غور تقسیم کے عمل کو آخری شکل دیدی جسے پارلیمنٹ نے منظور کر کے ۱۴ اور ۱۵/اگست کی درمیانی رات بارہ بجے دو آزاد مملکتوں کی آزادی کا اعلان کر دیا۔

آزادی کے اعلان سے قبل ہی ہندوستان میں فسادات بھڑک اُٹھے تھے اور آزادی کے اعلان کے بعد تو ایک طوفان برپا ہو گیا تھا۔ قادیان کے گرداگرد ۲۵-۲۰ میل کے سرکل میں جس قدر مسلمان آباد تھے وہ اپنے گاؤں چھوڑ کر حفاظت کی خاطر قادیان چلے آئے تھے۔ قادیان میں کوئی سرکاری ریلیف کیمپ نہیں تھا۔ ان ہزاروں افراد کو جو پناہ کی غرض سے قادیان آ گئے تھے ایک بڑا مسئلہ بن گیا تھا۔ اس موقعہ پر سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پھر ایک بار احمدی خدام کو قادیان میں خدمت کے لیے بلایا۔ والد صاحب کی ہدایت پر میں قادیان آ گیا۔ میرے ساتھ چھ سات نوجوان اَور بھی آئے تھے ان میں سے پانچ کچھ دنوں کے بعد واپس چلے گئے۔ صرف میں اور چوہدری عطاء اللہ صاحب ہی رہ گئے تھے۔ ۱۹۵۴ء میں عطاء اللہ صاحب بھی اپنی خاندانی مجبوریوں کے باعث واپس چلے گئے اور مَیں اکیلا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب تک اپنے عہدِ وفا کو نبھا رہا ہوں۔

۱۹۴۹ء میں میرے بڑے بھائی وفات پا گئے۔ اس پر بعض احباب نے والد صاحب کو مشورہ دیا کہ اب آپ اکیلے رہ گئے ہیں۔ بشیر احمد کو قادیان سے واپس بلا لیں۔ والد صاحب نے جواب دیا کہ میرے سات لڑکے پیدا ہوئے اُن میں سے صرف ایک ہی ہے جو مسیح پاک کی مقدس بستی میں خدمت کی توفیق پا رہا

ہے۔ میں اس کو ہرگز واپس نہیں بلاؤں گا۔

قادیان آنے کے بعد کئی دیہات میں خدمتِ خلق کا کام کرتا رہا۔ وہاں کے احمدی احباب کو بحفاظت قادیان لانا ہوتا تھا۔ احمدیوں کے ساتھ بعض غیر احمدی بھی شامل ہوجاتے تھے۔ اس وقت کوئی تمیز نہیں تھی کہ کون کیا ہے؟ دکھی انسانیت کو راحت پہنچانا مدِّنظر تھا۔ اردگرد کے دیہات خالی ہوگئے تو قادیان میں میری ڈیوٹی بہشتی مقبرہ میں مزارِ مبارک کے پہرہ پر لگائی گئی۔ وہاں اَور بھی خدام میرے ساتھ تھے۔ یہ دن بڑے سخت تھے۔ پتہ نہیں ہوتا تھا کہ آج دن کی شام ہمیں دیکھنا نصیب ہوگی یا نہیں اوا گر رات آجاتی تو پتہ نہ تھا کہ کل کا دن ہم پر طلوع ہوگا۔ اُسی حال میں دن گذرتے تھے۔ شہر میں اکثر اوقات کرفیو رہتا تھا۔ شہر اور بہشتی مقبرہ کے درمیان تعلق منقطع ہوچکا تھا۔ پُل پر پولیس کا پہرہ ہوتا تھا کہ کوئی بھی شہر سے بہشتی مقبرہ کی طرف نہ آجاسکے۔ لنگر خانہ سے کھانا لے جانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ وہاں نہ ہمیں دودھ میسّر تھا نہ پتی نہ گڑ یا شکر۔ نہ چائے بنائی جاسکتی تھی نہ روٹی نہ سالن۔ بس فاقہ کشی کا عالَم تھا۔ صرف پانی پر گذارہ تھا۔ کرفیو میں وقفہ کے دَوران ناصر آباد کے مکانوں سے کچھ گندم حاصل کر لی گئی تھی۔ اس کی گھنگنیاں ابال کر کھالیتے رہے۔ چند یوم بعد ناصر آباد سے ایک چکی میسر آگئی۔ اس کے دونوں پاٹ ہم اٹھا کر لے گئے تھے اور پھر ان کو ایک چادر پر رکھ کر آٹا پیس لیا کرتے اور روٹی بنا کر صرف نمک سے ہی کھالیتے رہے۔ آہستہ آہستہ حالات سدھرنے لگے۔ پولیس کی نگرانی بھی کم ہوئی اور بہشتی مقبرہ اور شہر کے درمیان رابطہ بحال ہوا اور لنگر خانہ سے کھانا لے جانے کی سہولت میسّر آئی۔ چائے بھی ملنے لگی اور حالات نارمل ہونے کی طرف قدم بقدم سدھار آنے لگا۔ کرفیو بھی آہستہ آہستہ ختم ہوگیا اور خدتعالیٰ کے فضل وکرم سے نمازوں کے لیے بھی اندرون شہر آنے جانے میں دقّت نہ رہی۔ ۱۹۴۸ء کا جلسہ سالانہ پرانے جلسہ گاہ کی جگہ پر باب الانوار میں ہوا۔ اس میں شرکت کے لیے ہندوستان کی جماعتوں سے ۵۰ افراد پولیس کی نگرانی میں آئے تھے۔ ۱۹۴۹ء میں ہندوستان کی جماعتوں کو منظّم کرنے کے لیے صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کی بھی باقاعدہ تنظیم کی گئی۔ ابتداء میں میری ڈیوٹی نظارت علیاء میں پھر نظامت جائیداد میں، ازاں بعد دفتر بیت المال میں اور ایک لمبا عرصہ دفتر بہشتی مقبرہ میں بھی بطور کلرک خدمت کی توفیق پائی۔ میری تعلیم تھوڑی تھی اور دیہاتی ماحول میں پرورش پائی تھی۔ دفتری امور سے بالکل نابلد تھا۔ مگر مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا اور ہے کہ مسیح پاک کی بستی میں رہائش کے لیے اور دفاتر میں خدمت کرنے کی سعادت محض اس کے فضل وکرم سے حاصل ہوئی۔ میں اپنی زندگی پر غور کرتا ہوں تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر اپنے آپ پر چسپاں پاتا ہوں ؎

یہ سراسر فضل واحساں ہے کہ مَیں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

مَیں ۱۹۵۴ء میں پاکستان گیا اور مورخہ ۱۰/مارچ کو مَیں ربوہ میں مسجد مبارک میں عصر کی نماز پڑھنے گیا تھا۔ مَیں محراب کے سامنے تیسری صف میں تھا جب یہ دردناک سانحہ پیش آیا۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز پڑھا کر واپس جانے لگے تو ایک شخص جو پہلی صَف میں حضور انور کے پیچھے نماز میں شامل تھا اور چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ اُس نے بڑی پھرتی سے اُٹھ کر حضور پر چاقو سے حملہ کردیا۔ زخم حضورؓ کی گردن میں لگا۔ اور حضورؓ کی پگڑی بھی ِگر گئی۔ اس وقت فوری طور پر کچھ دوست حضور کی طرف بڑھے اور کچھ حملہ آور کی طرف۔ حضورؓ نے فرمایا حملہ آور کو مارنا نہیں، نہ کوئی کچھ کہے۔ مَیں نے جلدی سے باہر نکل کر حضورؓ کی پگڑی اُٹھائی جو پہرہ دار نے مجھ سے لے کر حضورؓ کے سر پر رکھی۔ اور حضور کو قصرِ خلافت کی سیڑھیوں تک جاتے ہوئے مَیں دیکھتا رہا۔ حملہ آور کو پکڑ کر مسجد کے صحن میں بٹھایا ہوا تھا۔ اُس کا نام محمد حنیف تھا اور لوگ اُس کو دیکھ رہے تھے۔ مَیں نے بھی دیکھا۔ وہاں حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب آئے تو آپ نے پاؤں سے اُس کو چھوُا اور کہ خبیثتم نے یہ کیا کیا۔ باقی لوگ بھی لعنتیں ڈال رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد پولیس آئی اور اُس کو پکڑ کر لے گئی۔ یہ خوفناک حادثہ میرے ذہن پر نقش ہے اور میں اس کو کبھی نہیں بھولا۔

مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ مرحوم

مبلغ سلسلہ انگلستان کی یاد میں

گزشتہ دنوں ۱۵/اپریل ۲۰۰۴ء کو قادیان میں محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ سابق مبلغ سلسلہ انگلستان کے فرزند مکرم ناصر احمد صاحب آرچرڈ تشریف لائے تھے۔ اس موقع پر مجلس انصار اللہ کے زیر اہتمام مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن وقفِ عارضی کی صدارت میں مسجد اقصیٰ میں بعد نماز مغرب وعشاء ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں مکرم ناصر احمد صاحب آرچرڈ نے اپنے والد محترم کے حالات انگریزی میں بیان فرمائے۔ اسکا ترجمہ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی نے پڑھ کر سنایا جو ذیل میں قارئین کے لئے دیا جاتا ہے۔

پس منظر: مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ برٹش آرمی سے ایک آفیسر کی حیثیت سے دوسری جنگِ عظیم کے وقت انڈیا کے آسام صوبہ میں تعینات تھے وہاں اُن کی رجمنٹ میں ایک کلرک مکرم عبدالرحمٰن صاحب دہلوی تھے جنہوں نے مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ کو تبلیغ کی جو کہ پہلے عیسائی تھے۔ مکرم عبدالرحمٰن صاحب کی تبلیغ سے مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ اپنی رخصت پر قادیان جانے کے لیے تیار ہو گئے مگر یہ معلوم کر کے کہ کئی دن جانے اور کئی دن آنے پر لگ جائیں گے قادیان کا سفر کرنے سے معذرت ظاہر کی۔ اس پر مکرم عبدالرحمٰن صاحب صاحب دہلوی مرحوم پر یہ بہت شاق گزرا اور وہ افسُردہ ہو گئے۔ اُن کی مغمومی کی حالت کو دیکھ کر مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ کی طبیعت پر بہت اثر ہوا کہ یہ شخص اس قدر شدید خواہش رکھتا ہے کہ میں قادیان جاؤں تو پھر مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ نے اپنا ارادہ بدل دیا اور آپ قادیان تشریف لائے۔ آگے تقریر کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

اُنہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا:-

قادیان میں رہنے والے میرے پیارے بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مَیں پہلے اپنی معذرت پیش کرتا ہوں کہ میرے سامنے بیٹھے سامعین وہ عالم بزرگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں۔ گو میں اُن سے مخاطب ہوں مگر مَیں اس قابل اپنے آپ کو نہیں سمجھتا ہوں۔ پہلی بات میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ میں بیان کی ہے کہ بڑی مشہور حدیث ہے کہ جو سچے مسلمان ہوتے ہیں اُنہیں امیر یا نگران کوئی حکم دے تو اُس کی اتباع کرنی اور فرمانبرداری کرنی لازمی ہے۔ یعنی امیر کی اطاعت لازمی ہے باوجود اسکے کہ آپ کو کوئی بات پسند نہ ہو تب بھی اُس کی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کی جائے۔ یہ ہدایت جو ہمیں سیّدنا حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے انتہائی ضروری ہے جس پر عمل کر کے ہم سیدھے راستے پر چل سکتے ہیں۔

اب مَیں آپ کو اپنے مرحوم والد صاحب کے بارہ میں بتلاتا ہوں کہ اُنہوں نے اس چیز کو اپنایا تھا اور اس وجہ سے اُنہوں نے بہت سکون کی زندگی گذاری۔ میرے مرحوم والد صاحب مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ ۱۹۲۰ء میں انگلستان میں پیدا ہوئے۔ اور وہ برٹش آرمی میں ملازم ہوئے۔ وہ ایک آفیسر رینک پر تھے۔ دوسری جنگِ عظیم میں وہ آسام انڈیا میں تھے۔ اُس وقت اُن کی عمر ۲۴ سال تھی۔ اُن کی ملاقات انڈین آرمی کے ایک احمدی کلرک، جن کا نام عبدالرحمٰن صاحب دہلوی تھا، سے ہوئی۔ وہ یہ جانتے تھے کہ میرے والد صاحب عنقریب تین ہفتہ کے لیے رخصت پر گھر جانے والے ہیں۔ انہوں نے میرے والد صاحب کو یہ درخواست کی کہ وہ ان ایام میں سے وقت نکال کر قادیان جائیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے جا کر ملاقات کا شرف حاصل کریں۔ اور بتلایا کہ یہ ہستی کون ہیں۔ پہلے پہل تو وہ مان گئے مگر بعد میں جب انکو معلوم ہوا کہ قادیان بہت دور ہے اور انہیں کئی ٹرینیں بدل کر سفر کرنا پڑے گا، پہلے آسام سے کلکتہ جانا ہوگا اور پھر کلکتہ سے امرتسر پھر امرتسر سے قادیان جانا ہوگا، اس طرح کُل چار

دن جانا ور چار دن واپسی میں لگ جائیں گے اور اس طرح ہفتہ نکل جائے گا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ انکی زیادہ تر چھٹیاں اس طرح ضائع ہو جائیں گی، وہ دوبارہ دہلوی صاحب کے پاس گئے اور انکی پیش کش ماننے سے انکار کر دیا۔ تب انہوں نے دیکھا کہ دہلوی صاحب کے چہرے پر افسردگی چھائی گئی ہے۔ میرے والد صاحب نے sorry کہا پھر اپنا ارادہ بدل لیا اور قادیان جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ میرے والد صاحب برٹش آرمی میں ایک نوجوان لیفٹیننٹ افسر کے عہدہ پر فائز تھے اور اس وقت شراب کے شوقین تھے اور سگریٹ پینے کے بھی۔

چنانچہ وہ جب قادیان تشریف لائے تو اُنکے سوٹ کیس میں دو بوتل شراب اور سگریٹ کے پیکٹ تھے۔ جب وہ ٹرین سے اُترے تو وہاں اسٹیشن پر ان کو کوئی نہیں ملا۔ اُنکے پاس ایک کاغذ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا نام لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے ایک ٹانگا ڈرائیور کو دے دیا جو کہ جانتے تھے کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ وہ انکو سیدھا وہاں لے گئے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب دروازہ کھلا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک بوڑھے دوست جنہوں نے صرف دھوتی پہنی ہوئی تھی اور اوپر کا بدن ننگا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہی مفتی صاحبؓ ہیں۔ انہوں نے ایک نوجوان کو ہدایت دی کہ وہ انکو دارالضیافت میں لے جائیں۔ میرے والد صاحب کو ایک کمرہ رہائش کے لیے دیا جس میں ایک چارپائی ایک کرسی تھی۔ اتفاق سے مَیں بھی اب اُس جگہ قیام پذیر ہوں مگر اب یہاں کافی سہولتیں موجود ہیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ پھر وہاں میرے والد صاحب سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ اُنہوں نے اس وقت سفید لباس اور سفید پگڑی پہنی ہوئی تھی۔ جو بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اگلے کچھ روز مفتی صاحبؓ نے میرے والد صاحب کے ساتھ گزارے اور یہ بتلایا کہ شراب نوشی اسلام میں کیوں منع ہے۔ اور سگریٹ کے بارہ میں بتلایا کہ وہ ناپسندیدہ ہے۔ اسی طرح اور مختلف چیزوں پر روشنی ڈالی۔

میرے والد صاحب نے کہا کہ اس بات چیت کے بعد انہوں نے شراب اور سگریٹ قادیان میں نہیں پی گو تھوڑی بہت انہیں بے چینی محسوس ہوئی لیکن قادیان میں اس کا استعمال نہ کیا۔ حضرت مفتی صاحبؓ نے پھر ایک ملاقات کا انتظام کرایا جو کہ سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ کرائی گئی۔ جو کہ مسجد مبارک میں تھی۔ جب میرے والد صاحب کی پہلی نگاہ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ پر پڑی، تو وہ کہتے ہیں کہ انہیں ایک خالص نور اُنکی طرف سے نکلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ وہاں مختصر بات انہوں نے کی جس سے میرے والد صاحب بہت متاثر ہوئے۔ میرے والد صاحب اس کے بعد قادیان سے واپس چلے گئے۔ میرے والد صاحب کو ریلوے کے کمروں کی بدبو جس میں دھواں اور ایلکوہل کی بدبو ملی ہوئی تھی اور اس کے مقابل مسجد مبارک کی پاک صاف فضا کی یاد آ رہی تھی۔ انہوں نے اس غیر معمولی فرق پر شراب کی بوتلیں پھینک دیں۔ حالانکہ اُس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے اور اس کے بعد ساری عمر شراب نہیں پی۔ اُنہوں نے جماعت کی کتابیں پڑھیں اور مختصر عرصہ کے بعد ۱۹۴۵ء میں آسام میں بیعت کر لی۔ وہاں سے وہ واپس اپنے وطن انگلینڈ چلے گئے۔ اہلیہ اوّل سے تھوڑے عرصہ کی ملاقات کے بعد وہ لندن میں جماعت احمدیہ کے مشن کی تلاش میں نکلے اور مسجد فضل لندن پہنچ کر وہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ سے ملے۔ محترم مولانا جلال الدین صاحبؓ نے مزید رہنمائی فرمائی اور اُنہوں نے میرے والد صاحب کو بتلایا کہ وقف کی زندگی بہت ہی مشکل ہے اور بہت سادہ زندگی گزارنی ہوگی۔ میرے والد صاحب نے اصرار کیا کہ وہ وقت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہاں سے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں خط روانہ کیا گیا اور حضورؓ نے وقف قبول کرنے کی منظوری کا خط بھجوایا۔ جس سے میرے والد بہت خوش ہوئے۔

مختصر سی ٹریننگ مبلغ کی کرنے کے بعد وہ ساؤتھ امریکہ گیانا میں بطور مبلغ سلسلہ بھجوائے گئے۔ کچھ سالوں کے بعد اُن کی پہلی بیوی نے محسوس کیا کہ یہ زندگی بڑی مشکل ہے۔ جو ماہانہ رقم وہاں پہنچتی تھی، بذریعہ چیک بہت لیٹ آتی تھی۔ وہاں کی ڈاک کے خاص انتظام کی وجہ سے۔ اِس پر اُن کی اہلیہ صاحبہ نے کہا کہ وہ لندن اپنی بیٹی کے ساتھ رہیں گی۔ یہاں نہیں رہیں گی، انکے لیے

بہت مشکل ہے۔ انہوں نے اپنے خاوند کو بھی کہا اُن کے ساتھ واپس انگلستان آ جائیں۔ والد صاحب نے جواب دیا وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اُنہوں نے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ اور اس طرح والدہ صاحبہ سے اُن کی علیٰحدگی ہوگئی اور اُنہوں نے جماعت کے وقف کی خاطر یہ عظیم قربانی خدا تعالیٰ کی راہ میں دی۔

اس کے بعد والد صاحب مختصر سے وقت کے لیے ربوہ تشریف لے گئے۔ جہاں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ اُن کی دوسری شادی ہونی چاہیئے۔ اس طرح میرے والد صاحب کی دوسری شادی ربوہ میں ہوئی۔ اس کے بعد والد صاحب کو میری والدہ کے ساتھ ساؤتھ امریکہ واپس بھجوایا گیا۔ وہاں اُنہوں نے ۱۱ سال گذارے۔ اس کے بعد میرے والد صاحب کو انگلینڈ بھجوایا گیا اور آپ کا تبادلہ سکاٹ لینڈ میں کر دیا گیا۔ جہاں وہ ۱۷ سال رہے اور پھر اسلام آباد .U.K آ گئے۔ وہاں سے آکسفورڈ بھجوائے گئے جہاں اُنہوں نے کئی سال مزید گذارے۔ میری والدہ صاحبہ زیادہ بیمار رہنے لگیں اور اُن کے مرض کی تشخیص پارکنسن ڈیسیز کے طور پر ہوئی۔ ہاتھوں پیروں کا کانپنا شروع ہو گیا۔

یہ وقت بڑا کٹھن تھا۔ لیکن والد صاحب نے نہایت صبر سے یہ وقت گذارا۔ میرے چھوٹے بھائی نثار احمد صاحب جب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ملنے گئے۔ تو تمام صورت حال بتلائی۔ حضور انورؒ نے میرے والد صاحب کو لکھا کہ اب وہ ریٹائرمنٹ لے لیں۔ یہ ان کی زندگی کے مختصر حالات ہیں۔

مکرم ناصر احمد صاحب آرچرڈ نے مزید فرمایا کہ ...... یہ بابرکت مسجد اقصیٰ جس میں سارے نوجوان مبلغ سلسلہ بیٹھے ہیں، اُن کے لیے عرض ہے کہ میرے والد صاحب نے جو عملی طور پر نمونہ پیش کیا ہے کہ سادہ زندگی گذاری جائے۔ جب میرے والد صاحب قادیان سے واپس گئے تھے تو حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ امام مسجد فضل کے پاس لندن تشریف لے گئے۔ میرے والد صاحب نے بتلایا کہ قادیان میں متقی اور پرہیزگار احباب دیکھے ہیں جن کے چہروں سے نور ٹپکتا ہے۔ ہم یہ نور کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔ تو حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے فرمایا کہ صرف اور صرف اپنی زندگی خالص طریقے سے وقف کر کے صحیح معنوں میں گذارنے سے اور نماز اور عبادت اختیار کرنے سے حاصل کر سکتے ہیں۔ میرے والد صاحب تہجد میں باقاعدہ تھے اور کبھی miss نہیں کرتے تھے اور تہجد روحانیت کے لیے بہت اہم ہے۔

ایک سچا احمدی بننے کے لیے یہ point بیعت فارم میں بھی ہے۔ میں بھی اس کا احساس کرتا ہوں کہ ۲۵ سال پہلے میں قادیان آیا تھا۔ مجھے قادیان آکر ایک صحیح اسلامی معاشرہ کا نظارہ ملتا ہے۔ لوگوں میں انکساری ہے اور والہانہ محبت ہے۔ مسجدیں پانچوں نمازوں میں نمازیوں سے بھری رہتی ہیں۔ ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ خاص طور پر تہجد کی نماز میں نوجوان بھی نظر آتے ہیں اور دوسرے دوست بھی۔ قرآن مجید کی تلاوت نماز فجر کے بعد سنائی دیتی ہے۔ ہر جگہ سے آواز آتی ہے۔ میری عاجزانہ درخواست ہے کہ ان مقامات مقدسہ سے فائدہ اٹھایا جائے۔ یہ بہت متبرّک مقامات ہیں جو کہ ہماری عبادات کو اور اوپر اٹھاتے ہیں اور یہ ازدیادِ ایمان کا باعث ہیں۔ بہشتی مقبرہ، مسجد مبارک، بیت الدعا، مسجد اقصیٰ اور دیگر مقاماتِ مقدسہ ہیں۔

میرے والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ قُربانی کا معیار بلند کرنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کو دوست بنایا جائے۔ میرے والد صاحب مستعملہ کپڑے بھی پہن لیتے تھے اور ۱/۳ حصہ کے موصی تھے۔ ایک بار جب میرے والد صاحب اسکاٹ لینڈ میں مبلغ سلسلہ تھے تو سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اُن کو دیا جانے والا الاؤنس ڈبل کرنا چاہا اور اس کا اظہار ایک خط میں فرمایا کہ آپ کا تعلق یورپ سے ہے اور یورپ کا لائف اسٹائل تھوڑا مختلف ہے۔ مگر میرے والد صاحب نے حضورؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ اسی الاؤنس پر گذارہ کریں گے جو پہلے سے اُنہیں مل رہا تھا۔

میرے والد صاحب قادیان کی متبرّک بستی میں بار بار آنا پسند کرتے تھے۔ اُن کی مغفرت کیلئے دعا کی درخواست ہے اور میری والدہ صاحبہ کا تعلق ربوہ سے ہے اُن کی صحت کے لیے بھی دُعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین۔

اخبار مجالس

جلسہ یوم خلافت کان پور

مکرم خلیل احمد صاحب ناظم انصاراللہ صوبہ تحریر کرتے ہیں کہ 27 مئی 2004ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء بمقام شفیع حال چمن گنج جلسہ یوم خلافت منایا گیا۔ جسکا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اسکے بعد تمام مقر نے اپنے اپنے خیال سامعین کے سامنے پیش کئے۔ درمیان میں حمد باری تعالیٰ و نظم بھی پڑھی گئی۔ جو خاکسار کے زیر صدارت ہوا۔

تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ مکرم محمد احمد خان صاحب۔ حمد باری تعالیٰ (کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدأ الانوار کا) خاکسار نے پڑھی۔ تقریر خلافت حقہ اسلامیہ کے قیام کی عظیم الشان پیشگوئی مکرم فرحان سلیچہ، تقریر جماعت احمدیہ اور نظام خلافت مکرم محمد سعید صاحب سیکریٹری مال، نظم کلام ایک حسین چہرہ جسے ڈھونڈے زمانہ آپ کا مکرم محمد رئیس صاحب صدیقی قائد علاقائی، تقریر خلافت کا آسمانی نظام مکرم اطہر منور قائد خدام، نظم 'تیرے آنے سے روشن ہوا جہاں' عزیزم دانش احمد وقفِ نو، تقریر عدیم المثال آسمانی نظام بعثتِ خلافت مکرم محمد رئیس صدیقی، نظم (بشیر احمد زائر کشمیری کی لکھی حضور آپکو خلافت مبارک) خاکسار، تقریر خلافت احمدیہ زندہ باد مکرم محمد احمد خان نے پیش کیں۔ اختتامی خطاب صدر جلسہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کی ضرورت کے عنوان پر کیا۔ بعد دعاء جلسہ کا اختتام ہوا جسمیں جماعت کے انصار خدّام و اطفال نے شمولیت کی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس حقیر مساعی میں برکت عطا کرے اور جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے دور میں غلبہ السلام نصیب کریں آمین۔ آخر میں شیرنی تقسیم کی گئی۔

لجنہ اماء اللہ ماندوجن

9 مئی بروز اتوار نماز عصر کے بعد مسجد احمدیہ میں لجنہ اماء اللہ کا ایک شاندار اجلاس منایا گیا۔ جسکی صدارت صدر لجنہ محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ نے کی۔ اجلاس کی کاروائی تلاوت کلام پاک سے شروع کی گئی۔ تلاوت محترمہ آصفہ جان نے کی۔ نظم حسینہ عنایت نے، تقریر طیبہ طاہر نے، نظم مصطفیٰ مبارک نے، تقریر صراحیہ روحی مبارک نے پیش کیں۔ آخر پر صدر لجنہ کے صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ (صدر لجنہ اماء اللہ، ماندوجن)

جماعت احمدیہ جڑ چرلہ (آندھرا)

مکرم محمد ذاکر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ جڑ چرلہ تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 16 مئی 2004ء بروز اتوار 11 بجے مسجد احمدیہ جڑ چرلہ میں ایک تربیتی اجلاس صدر صاحب جماعت احمدیہ جڑ چرلہ کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ جس کا آغاز سعادت احمد صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ بعدہٗ مکرم میر احمد اسلم صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔ پہلی تقریر خاکسار نے خدام الاحمدیہ کے فرائض کے عنوان پر کی۔ دوسری تقریر مکرم مولوی شبیر احمد صاحب یعقوب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کی۔ آخر میں صدر اجلاس نے دعا کروائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض کما حقہ ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

مجلس خدام الاحمدیہ شورت

مورخہ 22/04/04 تا 03/05/04 جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا تمام اجلاسات میں سیرت طیبہؐ کے مختلف پہلوؤں پر نہایت عمدہ رنگ میں روشنی ڈالی گئی تمام خدام و اطفال نے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔

مورخہ 23/04/04 کو ایک وقار عمل منعقد کیا اس دوران ایک پل تعمیر کیا گیا۔ سڑکوں پر گرے درخت اٹھائے گئے۔ خدام اطفال نے وقار عمل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ شورت)

مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور

مکرم عارف اللہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 02/05/04 کو بعد نماز عصر مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب کی زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولوی طارق احمد صاحب نے تقریر کی دوسری تقریر مکرم سید طارق مجید صاحب نے کی اور صدارتی تقریر کے بعد دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ میں کافی خدام و

اطفال نے شرکت کی۔

مجلس خدام الاحمدیہ برازلو

مورخہ ۲۶/مارچ بعد نماز جمعہ جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک و نظم کے بعد عہد خدام الاحمدیہ دہرایا گیا۔ پہلی تقریر مکرم ارشاد احمد خان صاحب زعیم انصار اللہ نے کی دوسری تقریر خاکسار نے کی اور اجتماعی دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر

مکرم وسیم احمد صاحب گنائی ناظم اطفال رشی نگر تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 20/04/04 کو جامع مسجد رشی نگر میں جلسہ یوم والدین منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد پہلی تقریر مولوی عبدالحئی خان صاحب نے کی اور اطاعت والدین پر روشنی ڈالی دوسری تقریر مکرم محمد رفیق صاحب بٹ نے کی اور تربیت اولاد پر روشنی ڈالی صدارتی تقریر الحاج ماسٹر عبدالرشید صاحب میر نے کی اور M.T.A دیکھنے کی تاکید کی دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جماعت احمدیہ حیدرآباد

مکرم مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ حیدرآباد تحریر کرتے ہیں کہ ہر سال کی طرح امسال بھی 15 روزہ تربیتی کیمپ منعقد کیا گیا۔ اس کیمپ کا اختتام مورخہ 25/04/04 کو سیٹھ سہیل احمد صاحب صوبائی امیر آندھرا نے کیا اس کیمپ سے دوصد 200 خدام اطفال ناصرات استفادہ کررہی ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ برازلو

مورخہ 26/04/04 مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس انصار اللہ کا مشترکہ وقار عمل ہوا اور قبرستان کی صفائی کی گئی۔

جماعت احمدیہ چندہ پورو کاماریڈی

مکرم محمد اقبال صاحب کنڈوری، سرکل انچارج آندھرا تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 09/05/04 کو جلسہ سیرت نبی منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں (سرم پلی، علاّ مڑگو، بلوائی) کی جماعتوں نے حصہ لیا جلسہ مکرم محمد معین الدین صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم محمد مصطفیٰ صاحب نے کی۔ اور سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر محمد عمر صاحب نے کی اور تربیت اولاد پر روشنی ڈالی۔ تیسری تقریر مکرم کے سی ریاض الدین صاحب نے کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی۔ بعدۂ صدر صاحب جلسہ سالانہ نے خاتم النبین کے منکر کون ہیں پر روشنی ڈالی اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جماعت احمدیہ لکھنؤ

مورخہ 03/04/04 کو احمدیہ مسجد لکھنؤ میں جلسہ سیرت نبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ مسجد کو خوبصورت قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ جلسہ مکرم چوہدری محمد نسیم صاحب صوبائی امیر یوپی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم رحمٰن خان صاحب نے کی دوسری تقریر مولوی علی حسن صاحب نے کی آخری تقریر مولوی قمر الحق صاحب نے کی۔ صدارتی خطاب کے ساتھ اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ بعدۂ شیرینی تقسیم کی گئی۔

مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر

مکرم خورشید احمد صاحب میر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 23/03/04 کو سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرم عبدالرشید صاحب نے کی تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔

مورخہ 26/03/04 کو ایک محتاج کو برائے علاج 487 روپے دیئے۔ رشی نگر سے شوپیان بس سروس میں کمزور بوڑھے اور خواتین کو بسوں میں سیٹیں دلوائیں۔ تاکہ وہ آرام سے اپنی منزل تک پہنچے اور ایک وقار عمل کر کے میر محلّہ میں واٹر سپلائی کے نظام کو بحال کیا اور مسجد کی دھلائی اور صفائی کی اس کام میں 30 خدام نے حصہ لیا۔

بنگلور میں جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم

مکرم محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ بنگلور تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 18/02/04 کو احمدی مسجد ولسن گارڈن میں جلسہ قومی یکجہتی و جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا گیا اس جلسہ کے خلاف شرپسندوں کی طرف سے نہایت غلط تشہیر کی گئی اور لوگوں کو بھڑکانے کی کوشش کی گئی۔ اس کے باوجود کثیر تعداد میں احمدی احباب کے

علاوہ غیراز جماعت احباب اور خواتین نے حصہ لیا اور جماعت کے متعلق معلومات حاصل کیں اور جلسہ کو بہت سراہا جلسہ کے بہتر نتائج کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جے پور میں جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

مورخہ ۳ راپریل کو مکرم قدوس احمد صاحب فاروقی کی زیر قیادت جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا گیا تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد پہلی تقریر سی وی عطاء الرب صاحب نے تقریر فرمائی دوسرے تقریر مکرم ظفر الحق صاحب نے کی اس کے بعد خاکسار نے تقریر کی اور صدارتی خطاب اور دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا اس جلسہ میں تقریباً ۱۵۰ احباب ومستورات نے شرکت کی جن کی تواضع بھی کی گئی۔ جلسہ کے بہتر نتائج کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سیتاپور میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

مورخہ 23/03/04 کو خاکسار ظفر احمد گلبرگی کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔ جلسہ کے مہمان خصوصی محمد وسیم خان صاحب انسپکٹر تحریک جدید تھے تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد پہلی تقریر سہیل احمد صاحب نے کی دوسری تقریر مولوی سعادت اللہ صاحب نے کی اور تیسری تقریر وسیم خان صاحب نے کی آخر پر خاکسار نے تقریر کی اس جلسہ میں کثیر تعداد میں نومبائعین نے بھی شرکت کی آخر پر دعا کے بعد حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

بنگلور میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ

مورخہ ۲۲ راپریل کو مکرم محمد شفیق اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کرناٹک کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد ہوا۔ تلاوت پاک اور نظم کے بعد متن پیشگوئی مصلح موعودؓ پڑھ کر سنایا گیا پہلی تقریر مکرم محمد عظمت اللہ صاحب نے کی دوسری تقریر مکرم سیف اللہ صاحب نے کی تیسری تقریر مکرم منصور احمد صاحب نے کی چوتھی تقریر مکرم قریشی عبد الحکیم صاحب نے کی اور آخری تقریر مکرم مولوی طارق احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے کی بعدہٗ امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ ماندوجن کشمیر

مکرم فردوس عارف صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ماندوجن تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 6 مئی 2004 کو جماعت احمدیہ ماندوجن میں ایک اجتماعی وقار عمل کیا گیا۔ جسمیں قبرستان کی صفائی کی گئی اور صفائی کے ساتھ ساتھ قبرستان کی تار بندی بھی کی گئی۔ جسمیں سب خدام اور اراکین انصار اللہ نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اُن سب خدام وانصار صاحبان کو اپنے فضل وکرم سے نوازے اور جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ مورخہ 7 مئی 2004ء بروز جمعہ نماز مغرب کے بعد مسجد احمدیہ ماندوجن میں سیرت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نہایت ہی شاندار اجلاس منایا گیا۔ جسکی صدارت صدر جماعت مکرم طاہر احمد شاہ صاحب نے کی۔ اجلاس کی کاروائی تلاوت کلام پاک سے شروع کی گئی۔ تلاوت کلام پاک نسیم احمد شاہ صاحب نے فرمائی اور نظم عزیز نوید احمد صاحب نے پیش کی۔ اس کے بعد تقریر محترم محمد شریف بانڈے صاحب، نظم مکرم مظفر احمد بانڈے صاحب، تقریر بشارت احمد شاہ صاحب، تقریر خاکسار فردوس عارف احمد اور نظم عزیز راسخ احمد نے پیش کیں۔ آخر پر صدارتی تقریر مکرم و محترم طاہر احمد شاہ صاحب نے کیا اور دُعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

جماعت احمدیہ سونگھڑہ میں بک اسٹال

مکرم سید فضل مومن صاحب، قائد مجلس سونگڑہ تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 14/04/2004 کو Kendu Patna کے مشہور میلے میں Book Stall لگایا گیا۔ ہزاروں لوگوں کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ یہ سٹال پہلی مرتبہ ایک دن کے لئے لگایا گیا۔ اور ہزاروں لوگوں کو کتابیں اور فوٹو دئے گئے۔ اور لوگوں سے بہت سی گفتگو ہوئی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت لوگوں پر اثر ہوا اور یہ سٹال کامیاب رہا۔

مورخہ 11/04/04 بروز اتوار جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے خدام واطفال بعدنما Book Stall کے لئے سونگھڑہ کا پڑاں سنکرانت کے لئے سونگڑہ سے تمام خدام واطفال نے مل کر Book Stall لگایا۔ جس میں کئی لوگوں کو کتابیں اور فوٹو دئے گئے اور بہت سی گفتگو کی گئی۔ جس کا لوگوں پر اچھا اثر ہوا۔ اور یہ Book Stall

کامیاب رہا۔

بھاگلپور میں جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم

مکرم سید ابو القاسم صاحب قائد بھاگلپور مورخہ 3 مئی 2004ء کو مسجد برہ پورہ میں بعد نماز ظہر وعصر سیرت النبی کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ مکرم سید عبدالفہیم صاحب نے جلسہ کی صدارت کی۔ مکرم اظہر خان صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ اسکے بعد مکرم فرقان صاحب نے ایک نعتیہ کلام پیش کیا۔ پھر اُسامہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر روشنی ڈالی۔ مکرم کریم بیگ صاحب نے حضور کے اسوہ حسنہ پر ایک تقریر کی۔ مکرم ذولفقار صاحب نے بھی حضور کی سیرت پر مختصر سی تقریر کی۔ خاکسار سید ابوالقاسم صاحب نے حضور کے جذبہ تبلیغ پر ایک تقریر کی۔ اسطرح مکرم نقی صاحب اور مکرم محمد ابوالفضل صاحب نے ایک ایک نعتیہ کلام پڑھا۔ پھر ایک تقریر مکرم محمود صاحب نے کی پھر آخر میں جلسے کا اختتام ترانہ ''علیک الصلوۃ وعلیک السلام'' سے ہوا۔ مکرم صدر صاحب نے اختتامی تقریر کے بعد دُعا کروائی۔

اسطرح اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلسہ بہت کامیاب رہا۔

مجلس خدام الاحمدیہ ماندوجن

مکرم فردوس عارف صاحب قائد مجلس ماندوجن کشمیر تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 6 مئی 2004 کو جماعت احمدیہ ماندوجن میں ایک اجتماعی وقار عمل کیا گیا۔ جسمیں قبرستان کی صفائی کی گئی اور صفائی کے ساتھ ساتھ قبرستان کی تار بندی بھی کی گئی۔ جسمیں سب خدام اور اراکین مجلس انصار اللہ نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اُن سب خدام وانصار کو اپنے فضل وکرم سے نوازے اور جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

مورخہ 7 مئی 2004ء بروز جمعہ نماز مغرب کے بعد مسجد احمدیہ ماندوجن میں سیرت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نہایت ہی شاندار اجلاس منایا گیا۔ جسکی صدارت صدر جماعت مکرم طاہر احمد شاہ صاحب نے کی۔ اجلاس کی کاروائی تلاوت کلام پاک سے شروع کی گئی۔ تلاوت کلام پاک نسیم احمد شاہ صاحب نے فرمائی اور نظم عزیز نوید احمد صاحب نے پیش کی۔ اس کے بعد تقریر محترم محمد شریف بانڈے صاحب، نظم مکرم مظفر احمد بانڈے صاحب، تقریر بشارت احمد شاہ صاحب، تقریر خاکسار فردوس عارف احمد اور نظم عزیز راسخ احمد نے پیش کیں۔ آخر پر صدارتی تقریر مکرم و محترم طاہر احمد شاہ صاحب نے کیا اور دُعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

سرینگر میں جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب سیکریٹری تبلیغ وتربیت جماعت احمدیہ سرینگر تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۱۶رمئی کو مسجد احمدیہ سرینگر میں صبح دس بجے محترم الحاج عبدالسلام صاحب ٹاک صدر جماعت احمدیہ سرینگر کی صدارت میں جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلی نشست کا انعقاد ہوا۔ اس جلسہ میں تلاوت ونعت رسولؐ کے بعد مکرم محمد یوسف خان صاحب، مکرم الحاج شمس الدین صاحب، مکرم مظفر احمد صاحب ٹاک اور مکرم مولوی فاروق احمد صاحب نے سیرۃ النبیؐ کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی۔

جلسہ کی دوسری نشست بعد نمازِ ظہر محترم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت رسولؐ کے بعد مکرم مولوی محمد ابراہیم شاہ صاحب، مکرم الحاج محمد شفیع صاحب وانی اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب نے سیرۃ النبیؐ پر تقاریر کیں۔ اس دوران مکرم الحاج ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب اور مکرم بشیر احمد صاحب زائر ناظم صوبائی مجلس انصار اللہ نے نعتِ بحضور نبی کریمؐ پیش کیں۔ اسی دَوران عزیزہ عمرانہ شکور ٹاک بنت مکرم عبدالشکور صاحب ٹاک کی تقریبِ آمین بھی عمل میں آئی۔ محترم مولوی غلام نبی صاحب نیاز نے اپنی تقریر میں شرکاءِ مجلس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے والدین سے اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم دینے کی تحریک کی۔ صدارتی خطاب کے بعد دعا کے ساتھ یہ مبارک اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

Gangtok سِکّم میں جلسہ یوم خلافت

مکرم سیّد فہیم احمد صاحب مبلغ انچارج سکّم تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۲۷رمئی بروز جمعرات گینگٹوک مشن میں جلسہ یومِ خلافت مکرم عبدالکریم صاحب بھوٹیا نائب صدر جماعت احمدیہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن اور نظم کے بعد مکرم رضاء الکریم، عزیز طاہر احمد نرالہ، مکرم منیر احمد ساجد معلم سلسلہ اور خاکسار نے تقاریر کیں۔

بعدۂ صدارتی خطاب و دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔

سیتاپور میں جلسہ یومِ خلافت

مکرم ظفر احمد صاحب گلبرگی سرکل انچارج سیتاپور تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۲۷رمئی کو شایانِ شان طریق پر جلسہ یومِ خلافت کا انعقاد ہوا جس میں تین صد سے زائد مرد و زن نے شرکت کی۔ جلسہ کی کارروائی ۱۰ بجے محترم چوہدری محمد نسیم صاحب صوبائی امیر اُتّر پردیش کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم محمد یاسین صاحب، مکرم امیر حمزہ صاحب اور خاکسار نے اس مناسبت سے تقاریر کیں۔ صدارتی خطاب کے بعد دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ کے بعد محفل سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا جس میں غیر احمدی احباب کے سوالات کے جواب دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کے نیک نتائج ظاہر ہوں۔

چندہ پور وکاماریڈی میں جلسہ یوم خلافت

مکرم محمد اقبال صاحب کنڈوری سرکل انچارج نظام آباد تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۲۷رمئی کو مکرم محمد معین الدین صاحب قائم مقام صدر و سیکریٹری مال چندہ پور وکاماریڈی کی صدارت میں جلسہ یومِ خلافت منعقد کیا گیا۔

اس موقعہ پر خلافتِ احمدیہ کے مختلف درخشندہ پہلوؤں پر خاکسار کے علاوہ مکرم بابومیاں صاحب، مکرم سی کے ریاض الدین صاحب نے تقریر کی۔ صدارتی خطاب و دعا کے بعد یہ جلسہ نہایت احسن رنگ میں اختتام پذیر ہوا۔

اطفال الاحمدیہ ریشی نگر، کشمیر کی مساعی

مکرم وسیم احمد صاحب گنائی ناظم اطفال ریشی نگر تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۹رمئی کو جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم زیرِ صدارت مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ ریشی نگر منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم محمد حسین صاحب پڈر اور عزیزم مبرور نثار لون نے آنحضورؐ کی سیرۃ طیبہ کے مختلف حسین پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ صدارتی خطاب کے بعد دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اسی طرح مورخہ ۲۸رمئی کو بعد نماز مغرب مسجد نور میں جماعتی روایات کے مطابق جلسہ یومِ خلافت کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم شمیم احمد صاحب اور عزیز مدثر احمد گنائی نے تقریر کی۔ صدارتی تقریر اور دعا کے ساتھ یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

جلسہ یوم خلافت جماعت احمدیہ بنگلور

مکرم محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ بنگلور تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۶رجون بروز اتوار بعد نماز عصر احمدیہ مسجد ولسن گارڈن میں جلسہ یومِ خلافت مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ بنگلور کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم قریشی محمد عظمت اللہ صاحب، مکرم قریشی عبدالحکیم صاحب، مکرم برکات احمد صاحب سلیم اور خاکسار نے عصرِ حاضر میں خلافت کی ضرورت، انوارِ خلافت، خلافت کی اہمیت، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور حفاظتِ خلافت وغیرہ عناوین پر تقاریر کیں۔ اس موقعہ پر واقفینِ نو بچوں اور اطفال نے بھی تقاریر اور نظمیں پیش کیں۔

جلسہ کے اختتام پر محترم امیر صاحب نے نہایت احسن طریق پر خلافت کی اطاعت پر خطاب کیا جس میں آپ نے خلافتِ ثانیہ کے بہت سے واقعات بھی بیان کیے۔ دعا کے ساتھ یہ جلسہ ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کی طرف سے تفصیلی رپورٹ موصول ہوگئی ہے۔ لیکن شمارہ ہٰذا میں شاملِ اشاعت نہیں کی جاسکی۔ رپورٹ سے ظاہر ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد اپنے قائد محترم تنویر احمد صاحب کی قیادت میں تمام شعبہ جات میں آگے قدم بڑھا رہی ہے۔ تبلیغ - تربیت - خدمتِ خلق - مال وغیرہ شعبوں میں قابل قدر خدمات کی ان کو توفیق ملی ہے۔ الحمدللہ۔

مجلس خدام الاحمدیہ آسنور

۱۲رجون محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی آسنور آمد پر ایک خصوصی جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ محترم صدر صاحب جماعتِ احمدیہ آسنور کی صدارت میں منعقدہ اس جلسہ میں دیگر مقررین کے علاوہ صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدام و اطفال کو اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔ صدارتی خطاب و دُعا کے بعد یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت 2004ء

علمی وورزشی مقابلہ جات ودیگر پروگراموں کی تفصیل

الحمدللہ کہ سیّدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور منظوری سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا 35واں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا 26واں سالانہ اجتماع اکتوبر کی 7,6,5 تاریخوں میں (بروز منگل- بدھ- جمعرات) مرکزِ احمدیت قادیان میں منعقد ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اس موقعہ پر ہونے والے مختلف علمی وورزشی مقابلہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔ جملہ خدام واطفال ابھی سے اس اجتماع کے لئے تیاری شروع کر دیں اور اجتماع کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔ آمین

پروگرام کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

حُسنِ کارکردگی

اس کے لیے بھارت کی جملہ مجالس خدام و اطفال کے درمیان موازنہ ہوگا۔ اوّل آنے والی خدام واطفال کی مجالس کو علمِ انعامی سے نوازا جائے گا نیز دوئم و سوئم آنے والی مجالس کو momentos دیئے جائیں گے۔ لائحہ عمل میں وہ جملہ امور درج ہیں جو موازنہ کے وقت ملحوظ رکھے جائیں گے۔

علمی مقابلہ جات خدام

مقابلہ حُسن قراءت

(گروپ الف، ب، ج) وقت دو (2) منٹ، (حزب 'الف' اور 'ب' کا مقابلہ مشترکہ ہوگا) اس مقابلہ کے لیے قرآنِ کریم کی مندرجہ ذیل آیات/سورتیں منتخب کی گئی ہیں:

(۱)-البقرۃ رکوع ۲ (۲)-الرحمٰن آیت ۱ تا ۱۷ (۳) الضُّحی

مقابلہ نظم خوانی

(گروپ الف، ب، ج) وقت (2) دو منٹ، (حزب 'الف' اور 'ب' کا مقابلہ مشترکہ ہوگا) نظم خوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام اور خلفاء کرام کے کلام کے علاوہ صحابہؓ وصحابیاتؓ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔ مکمل قصیدہ حفظ سنانے والے کے لیے بھی خصوصی انعام ہے۔ خدام اور اطفال کا الگ الگ مقابلہ ہوگا۔

مقابلہ تقاریر وقت چار منٹ (الف، ب، ج)

(حزب الف، ب و ج کا مقابلہ الگ الگ ہوگا)

عناوین (۱) سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک پہلو (۲) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی ایک پہلو (۳) حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدام الاحمدیہ سے توقعات (۴) مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی برکات (۵) حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور خدمتِ قرآن

مقابلہ کوئز Quiz (نصاب برائے خدام)

(۱) کتاب دینی معلومات (جدید) (۲) معلومات عامہ (G.K.) 2003 Politics, Sports & Current Affairs (۳) خطبات حضرت امیرالمؤمنین (اخبار بدر کے جون و جولائی ۲۰۰۴ء کے شماروں میں شائع شدہ خطبات/خطابات میں سے سوالات ہوں گے۔) (۴) کتاب "الوصیة" تصنیف سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کوئز پروگرام میں حصّہ لینے والے خُدام کا مقابلہ سے قبل ایک تحریری ٹیسٹ لیا جائے گا۔ اُس میں کامیاب ہونے والی ٹیموں کو ہی مقابلہ میں شریک کیا جائے گا۔

مشاہدہ ومعائنہ- پیغام رسانی-

پرچہ ذہانت (دینی ودنیوی سوالات)

ورزشی مقابلہ جات خدام

(۱) بیڈمنٹن سنگلز، (۲) دوڑ 100 میٹر، (۳) Relay

4X100 Race، (۴)فٹ بال، (۵)والی بال، (۶)نیشنل کبڈی (۷)رسّہ کشی، (۸)لانگ جمپ، (۹)shot put، (۱۰)میوزیکل چیئر (35 سال سے اوپر کے خدام کے لئے)

علمی مقابلہ جات اطفال

مقابلہ حُسنِ قراءت

(گروپ الف، ب وج) وقت ڈیڑھ منٹ

اس مقابلہ کے لیے قرآنِ کریم کی مندرجہ ذیل آیات/سورتیں منتخب کی گئی ہیں:

(۱)-البقرۃ پہلا رکوع (۲)-الرحمن آیت ا تا ۱۷ (۳)التّین

مقابلہ نظم خوانی (گروپ الف، ب وج) وقت ڈیڑھ منٹ

نظم خوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام اور خلفاء کرام کے کلام کے علاوہ صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔

مقابلہ تقاریر (الف، ب وج) وقت 3 منٹ

عناوین تقاریر: (۱)- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، (۲)سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، (۳)-اطاعتِ والدین، (۴)-نماز کی اہمیت، (۵)۔خلافت رابعہ کی برکات

مقابلہ بیت بازی

اس مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام اور خلفاء کرام کے کلام کے علاوہ صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ حضرت مسیح موعودؑ اوراحمدی شعراء کے اشعار بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔

مقابلہ کوئز Quiz (نصاب برائے اطفال)

(۱) کتاب دینی معلومات جدید (۲)نصاب وقفِ نو

(۲)معلومات عامہ (G.K.) واسپورٹس 2003ء

دینی امتحان

(یہ امتحان زبانی انٹرویو پر مشتمل ہوگا)

نصاب: (۱)-نماز باترجمہ (۲)-سورۃ بقرۃ کی ابتدائی سترہ (۱۷) آیات زبانی یاد کرنا (۳)-آخری پارہ کی کم از کم دس سورتیں زبانی یاد کرنا (۴)-دینِ اسلام کے بنیادی عقائد (۵)-حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالات زندگی (۶)-خلفائے راشدین کے مختصر حالات زندگی (۷)- سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مختصر تاریخ (۸)-خلفاء حضرت مسیح موعودؑ کے مختصر حالات زندگی (۹) دُرّثمین، کلام محمود اور کلامِ طاہر سے پانچ پانچ اشعار زبانی سنانا۔ (۱۰)-مقدس شہروں کا تعارف۔

ورزشی مقابلہ جات اطفال

(۱)فٹ بال، (۲)بیڈمنٹن سنگلز، (۳)نشانہ غلیل، (۴)دوڑ 100 میٹر (گروپ A/B)، (۵) لانگ جمپ، (۶)بچوں کی دلچسپ کھیلیں

خصوصی نشست

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب Islam's Response to Contemporary Issues پر ایک سیمینار منعقد کیا جائے گا۔

❁ خلافتِ خامسہ پر ایک ڈوکیومنٹری دکھائی جائے گی۔

❁ جماعت احمدیہ کی تدریجی ترقی پر ایک ڈوکیومنٹری دکھائی جائے گی۔

ضروری ہدایات

❁ واضح رہے کہ خلفاء کرام کے بابرکت ارشادات کی روشنی میں ایسے اجتماعات میں ہر مجلس کی نمائندگی ضروری ہے۔ ❁امسال اجتماع کے موقعہ پر مجلس شوریٰ منعقد ہوگی جس میں میزانیہ آمد وخرچ کے علاوہ تعلیمی وتربیتی امور کے متعلق تجاویز زیرغور آئیں گی۔ ❁ قائدین کرام سے درخواست ہے کہ اس پروگرام کو اپنی مجلس کے ہر خادم وطفل تک پہنچانے کا انتظام کریں تا وہ اس کے مطابق تیاری کرسکیں۔ ❁تمام مقابلہ جات میں حصہ لینے والے خدام واطفال کے اسماء ان کی مجلس کے قائد صاحب کی وساطت سے آنے چاہئیں۔ ❁مجالس لائحہ عمل کے مطابق اپنے ہاں مقامی اجتماع منعقد کریں اور صرف پانچ مُنتخب خدام و اطفال کے اسماء ہی مقابلہ کے لیے بھجوائیں۔ ❁علمی مقابلہ جات میں جج صاحبان اور ورزشی مقابلہ جات میں ریفری صاحبان کا فیصلہ آخری ہوگا۔ ❁اس سال کے پروگراموں میں کچھ کمی بیشی کی گئی ہے۔ لہٰذا پروگرام غور سے پڑھ لیں اور اس کے مطابق تیاری کروائیں۔ ❁اجتماع کے پروگرام میں حسب ضرورت ردّو بدل کرنے کا اختیار محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو ہوگا۔ ❁ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لینے والے خُدام کیلئے Kit یا Trousers استعمال کرنا ضروری ہوگا۔ روز مرہ کا لباس پتلون شلوار قمیص میں مقابلہ میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ❁مقابلہ حُسنِ قراءت کیلئے خدام واطفال کا پہلے

ٹیسٹ لیا جائے گا۔ ٹیسٹ میں پاس ہونے پر ہی مقابلے کیلئے اسٹیج پر آنے کی اجازت ہوگی۔ ❁علمی مقابلہ جات میں حصہ لینے والے خدام و اطفال کے تین معیار قائم کئے گئے ہیں **خدام**: ﴿الف﴾ گریجویٹ و جامعہ احمدیہ کے درجات کے طلبہ۔ ﴿ب﴾ 2+10 و جامعہ احمدیہ کے ابتدائی چار سال کے طلبہ اور جامعۃ المبشرین کے طلبہ۔ ج﴾ نومبایعین (ضروری نوٹ: حسنِ قراءت اور نظم خوانی میں معیار الف اور ب کا مقابلہ مشترکہ ہوگا تاہم تقریری مقابلہ مین تینوں معیار کا مقابلہ الگ الگ ہوگا۔

اطفال: ﴿حزبِ الف﴾ میں 7 سے 10 سال کے اطفال، ﴿حزبِ ب﴾ میں 10 سے 15 سال کے اطفال اور ﴿حزبِ ج﴾ میں نومبایعین اطفال شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام خُدام و اطفال کو احسن رنگ میں اجتماع کی تیاری کرنے اور اس میں شریک ہونے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

شیراز احمد

صدر اجتماع کمیٹی ۲۰۰۴ء

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت

داخلہ

جامعہ احمدیہ قادیان

جامعہ احمدیہ کا تعلیمی سال یکم اگست 2004ء سے شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند اُمیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ درخواست مقررہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کرے۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

شرائط داخلہ

۱- درخواست دہندہ واقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کے لئے تیار ہو۔

۲- جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

۳- تعلیم کم از کم میٹرک ہو۔

۴- قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

۵- عمر سترہ سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ اُمیدوار کے لئے 22 سال ہو۔ استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے کے بارہ میں غور ہو سکے گا۔

۶- امیر جماعت احمدیہ/صدر جماعت کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سٹرٹفکیٹ امیر جماعت احمدیہ جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹو گراف یا پاسپورٹ سائز ۳۰/جون ۰۴ء تک ارسال کریں۔ اس کے بعد موصول ہونے والے فارم داخلہ قابلِ تسلیم نہ ہونگے۔

تحریری ٹیسٹ اور انٹرویوں میں معیار پر اُترنے والے طلباء کو ہی جامعہ احمدیہ میں داخل کیا جائیگا۔ دفتر کو فارم داخلہ ملنے پر کوائف کا جائزہ لیکر اُمیدوار کو داخلہ امتحان میں شرکت کرنے کے لئے اجازت نامہ بھجوایا جائیگا۔ اس اجازت کے ملنے پر ہی طالب علم امتحان کے لئے آسکیگا۔

اُمیدوار کو سفر کے آمدورفت کے اخراجات خود برداشت کرنے ہونگے۔ داخلہ امتحاج میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے تمام اخراجات خود کرنے ہونگے۔ طلباء آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے رضائی بستر وغیرہ ہمراہ لیکر آئیں۔

نصاب داخلہ

تحریری امتحان میٹرک کے معیار کے مطابق ہوگا۔ دہ پرچہ جات اُردو اور انگریزی ہونگے۔

اُردو پرچہ

ایک مضمون اور درخواست، گرامر کے ساتھ اس پرچہ میں دینی معلومات اسلام اور احمدیت کے متعلق شامل ہونگے۔

انگیریزی پرچہ

ایک مضمون، درخواست، میٹرک کے معیار کے مطابق گرامر اور جملے اُردو سے انگیریزی میں۔

انٹرویو

جنرل معلومات اپنے ملک کے بارے۔ دینی معلومات جسمیں اسلامیات شامل ہونگے۔ قرآن کریم ناظرہ، انگلش ریڈنگ اور اُردو ریڈنگ۔

داخلہ برائے حفظ کلاس

داخلہ کے لئے عمر دس سال سے بارہ سال سے زائد نہ ہو۔ اُمیدوار قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔ طالب علم کے عام ذہنی لیاقت کو بھی مدنظر رکھا جائیگا۔

فریضۂ زکوٰۃ اور لازمی چندہ جات

سے متعلق

حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے

انتہائی اہم ارشادات

M.T.A. سے باقاعدگی کے ساتھ استفادہ کرنے والے احباب جانتے ہیں کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے حالیہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ مورخہ 28-05-04 بمقام گروس گراؤ (جرمنی) میں قرآن حکیم، احادیث نبویؐ اور ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے انفاق فی سبیل اللہ کی ضرورت واہمیت کو واضح کرتے ہوئے فریضہ زکوٰۃ اور لازمی چندہ جات کی بروقت اور باشرح ادائیگی سے متعلق بعض ایسے اہم اور بنیادی پہلوؤں کی نشاندہی فرمائی ہے جو ایک عرصہ سے یا تو سہواً نظر انداز ہوتے آرہے ہیں یا جنہیں علم ہوتے ہوئے بھی عمداً وارادۃً پس انداز کیا جارہا ہے۔

ہر احمدی بفضلہ تعالیٰ یہ ایمان رکھتا ہے کہ خلیفۂ وقت کا انتخاب چونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ اس لئے خلیفۂ وقت کے ہر فرمان کے پس پشت اللہ تعالیٰ کا خاص اِذن، اُس کی مشیت اور تائید و نصرت کارفرما ہوتی ہے جو ہر مخلص احمدی سے سے تقاضہ کرتی ہے کہ وہ ارشاد نبویؐ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعۃُ کی تتبع میں خلیفۂ وقت کی ہر آواز پر والہانہ لبیک کہے۔ اسی میں اس کی دینی اور دنیوی فلاح وکامیابی کا راز مضمر ہے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بصیرت افروز حطبہ جمعہ میں فریضہ زکوٰۃ اور لازمی چندہ جات کی بروقت اور باشرح ادائیگی سے متعلق بطور نصیحت و یاددہانی جن اہم امور کی وضاحت فرمائی ہے عہدیداران واحباب جماعت کی آگہی کے لئے حضور پُر نور ہی کے مبارک الفاظ میں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ فرمایا:-

(۱) یاد رکھو کہ جو تم خرچ کرتے ہو اور جتنا تم بجٹ لکھواتے ہو اور جتنی تمہاری آمد ہے یہ سب اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اس لئے اس سے معاملہ ہمیشہ صاف رکھو۔ نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کیلئے اپنی تشخیص بھی صحیح کرواؤ اور ادائیگیاں بھی صحیح رکھو تاکہ تمہاری روحانی حالت بہتر ہو اور تم نیکیوں میں ترقی کرسکو۔

(۲) میں یہ تو نہیں کہتا کہ قرض لے کر اپنے چندے ادا کرو۔ طاقت سے بڑھ کر بھی اپنے اوپر تکلیف وارد نہیں کرنی چاہیئے لیکن اخراجات میں کمی کر کے یعنی ایسے اخراجات جن کے بغیر بھی گزارہ ہوسکتا ہو ان کو ٹال کر بھی اپنے چندے ضرور ادا کرنے چاہئیں۔ موصی صاحبان کو خاص طور پر اس معاملے میں بڑی احتیاط کرنی چاہیئے۔ اس انتظار میں نہ بیٹھے رہیں کہ دفتر ہمیں ہمارے حساب بھیجے گا یا شعبۂ مال یاد کروائے گا تو پھر ہم نے چندہ ادا کرنا ہے۔ اس لئے موصی صاحبان بھی اور دوسرے کمانے والے بھی جنہوں نے چندہ عام دینا ہے اپنا چندہ اپنی آمد میں سے ساتھ کے ساتھ ادا کرتے رہا کریں۔ تا یکمشت ادائیگی بوجھ نہ بن سکے۔

(۳) کئی کاروباری لوگوں نے بتایا ہے کہ وہ اپنی روزانہ کی آمد یا ماہوار آمد میں سے جو بھی ہو چندہ نکال کر الگ رکھ دیتے ہیں۔ یا جب بھی وہ اپنے آمد وخرچ کا حساب کرتے ہیں اور اپنے منافع کو الگ کرتے ہیں ساتھ ہی وہ چندہ بھی الگ کر دیتے ہیں۔ بعض ماہوار خرچ کیلئے رقم لیتے ہیں اس میں سے چندہ ادا کردیتے ہیں۔ اور سال کے آخر میں جب فائینل حساب کررہے ہوتے ہیں تو پھر اگر کوئی بچت ہو تو اُس میں سے بھی وہ چندہ ادا کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے کاروبار میں بھی بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔

(۴) بعض لوگوں میں یہ غلط تصور ہے کہ کیونکہ قواعد میں یہ شرط ہے کہ کسی بھی عہدے کیلئے یا ویسے عموماً چھ مہینے سے زیادہ کا بقایا دار نہ ہو اس لئے ضروری ہے کہ چھ مہینے کے بعد ہی چندہ ادا کرنا ہے بلاوجہ چھ چھ مہینے تک چندہ ادا نہیں کرتے۔ تو یہ چھ مہینے کی شرط جو ہے صرف زمینداروں کیلئے ہے۔ جن کی آمد اُن کے زمیندارے پر ہے۔ اور عموماً چھ ماہ کے بعد ہی آمد

ہوتی ہے۔اس لئے یہ رعایت ان سے کی جاتی ہے۔ ماہورا کمانے والے ہوں، ملازم پیشہ یا کاروباری لوگ، اُن کو تو ماہوارادائیگی کرنی چاہیئے۔تاکہ بعد میں پھر بوجھ نہ رہے۔

(۵) بعض سمجھتے ہیں کہ پوری شرح سے چندہ ادا نہیں کرسکتے۔ یعنی 1/16 کی شرح سے چندہ عام والے۔تو وہ اس رعایت سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو اُن کیلئے ہے۔ وہ کم شرح سے بھی چندہ دے سکتے ہیں۔ لیکن غلط بیانی بہرحال نہیں ہونی چاہیئے۔اور بقایا دار نہیں ہونا چاہیئے۔ایسے ہر شخص کا خود بھی فرض بنتا ہے کہ اپنا جائزہ لیتا رہے۔ تاکہ جب بھی توفیق ہو اور کچھ حالات بہتر ہوں۔جتنی جلدی ہو سکے شرح کے مطابق چندہ دینے کی کوشش کی جائے۔اگر نیّت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہوا ہے اس لئے اپنے چندے بہر صورت پورے کرنے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔

(۶) تخفیف شرح کے ضمن میں حضور انور نے عہدیداران جماعت کو بھی یہ تاکیدی نصیحت فرمائی ہے کہ ہر فرد جماعت کی کوئی بھی بات عہدیدار کے پاس ایک راز ہے اور امانت ہے۔اس کو باہر نکال کر یا بلاوجہ مجلسوں میں ذکر کرکے امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہیئے بلکہ یہ باتیں متعلقہ عہدیداران تک ہی محدود رہنی چاہئیں۔

(۷) فرمایا: آج میں صرف لازمی چندہ جات کی بات کررہا ہوں۔اس لئے یہ واضح کردوں کہ دیگر تحریکات میں کی جانے والی ادائیگیوں کا اثر آپ کے لازمی چندہ جات پر ہرگز نہیں پڑنا چاہیئے۔تحریکات میں جو وعدے ہیں انہیں اپنی جگہ ادا کریں۔ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ بھی آپ پر فضل فرمائے گا۔انشاءاللہ تعالیٰ۔کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہیئے۔

(۸) انفاق فی سبیل اللہ دکھاوے کیلئے نہ ہو بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو۔اس کی محبت حاصل کرنے کیلئے ہو۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اس کا پیار حاصل کرنے کی خاطر ہی قربانیوں کی توفیق دے۔

(۹) پھر ایک اہم چندہ جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے اور ایک معین شرح ہے۔عموماً اس طرف توجہ کم ہوتی ہے۔زمینداروں کیلئے بھی جو کسی قسم کا ٹیکس نہیں دے رہے ہوتے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔اسی طرح جنہوں نے جانور، بھیڑ، بکریاں، گائیں وغیرہ پالی ہوتی ہیں اُن پر بھی ایک معین تعداد ہونے پر زکوٰۃ واجب الادا ہے۔پھر بینک میں یا کہیں بھی جو ایک معین رقم سال بھر پڑی رہے اس پر بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔پھر عورتوں کے زیوروں پر زکوٰۃ ہے۔اکثر عورتیں جو خانہ دار خاتون ہیں جن کی اپنی کوئی کمائی نہیں ہوتی وہ لازمی چندہ جات تو نہیں دیتیں۔دوسری تحریکات میں حصہ لے لیتی ہیں۔لیکن اگر اُن کے پاس ۵۲ تولے چاندی کی قیمت کے برابر زیور ہے تو اُس پر 2.5% (فیصد) کے حساب سے زکوٰۃ دینی چاہیئے۔خواہ وہ زیور مستقل طور پر اپنے ہی استعمال میں رہتا ہو یا وقتاً فوقتاً عاریتاً غریب عورتوں کو بھی پہننے کیلئے دیا جاتا ہو۔احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ ہر قسم کے زیور پر زکوٰۃ ادا کی جائے۔حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی تعامل رہا ہے۔

جملہ امراء وصدر صاحبان اور سیکرٹریان مال سے درخواست ہے کہ وہ فریضہ زکوٰۃ اور لازمی چندہ جات کے ضمن میں سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ان انتہائی اہم ہدایات سے ہر فرد جماعت کو بار بار آگاہ کریں۔تا زکوٰۃ اور لازمی چندہ جات سے متعلق بعض افراد کے ذہنوں میں راہ پا رہی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات پر پورا اُتر کر حضورؑ کی دُعاؤں کے وارث بننے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

خاکسار۔ناظر بیت المال آمد قادیان

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2003

Monthly | Qadian

MISHKAT

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian
Editor :- Zainuddin Hamid

Ph.: (91) 1872-220139 (R) 222232
Fax: 220105
Vol. NO.23 **June-2004** **No. 6**

جلسہ سالانہ ہالینڈ ۲۰۰۴ء کے مناظر

سیدنا حضرت امیر المومنین خطاب فرماتے ہوئے۔

حضور انور جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے جاتے ہوئے۔

لوائے احمدیت لہرائے جانے کے بعد حضور اجتماعی دُعا کرواتے ہوئے۔
حضور کے دائیں جانب امیر صاحب ہالینڈ کھڑے ہیں۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ کی براہ راست نشریات
کے لیے خصوصی انتظام کیا گیا۔

حضور کے خطاب کے دوران لی گئی ایک خوبصورت تصویر۔

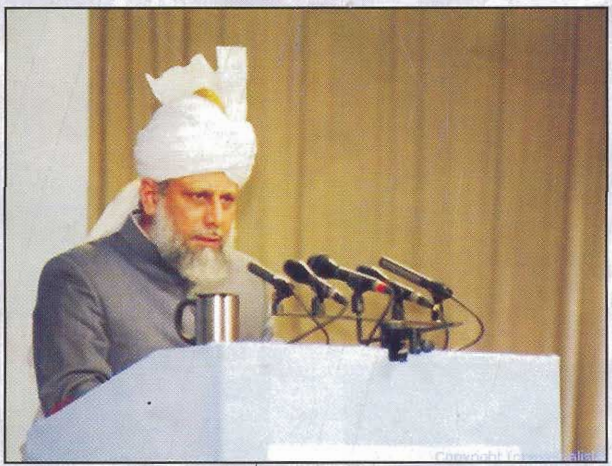
جلسہ سالانہ ہالینڈ ۲۰۰۴ء کے موقعہ پر سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
اختتامی خطاب فرماتے ہوئے۔

جلسہ سالانہ ہالینڈ میں حضور انور کے خطاب کا ایک اَور منظر

لجنہ جلسہ گاہ میں حضور کے خطاب کے دوران مردانہ جلسہ گاہ کا منظر۔

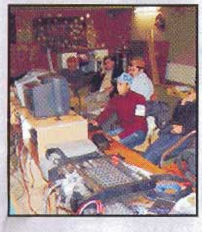
شعبہ آڈیو ویڈیو میں رضا کاران خدام خدمت پر مستعد ہیں۔

جلسہ کی کارروائی کا ترجمہ
مختلف زبانوں میں سنانے کا بھی اہتمام تھا۔

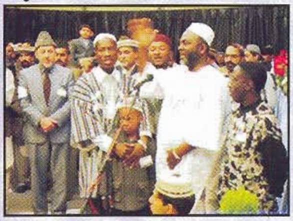
افریقی احمدی اپنے روایتی انداز میں نظمیں پڑھتے ہوئے۔

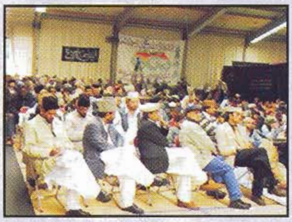
شرکاء جلسہ کا ایک منظر

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
اختتامی دُعا کرواتے ہوئے۔